رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں ۳ بار

فی پرچہ ۱ر

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۶۶	مورخہ ۲۱ر فروری ۱۹۲۸ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۸ر شعبان ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

الفضل کا رپورٹر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خطبہ جمعہ نوٹ کرنے کیلئے ۱۷ر فروری حاضر ہوا۔ تو معلوم ہوا حضور کی طبیعت ناساز ہے۔ لیکن باوجود اس کے حضور چوہدری سلطان علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ پھیرو چیچی کی درخواست پر ان کے ہاں تشریف لائے۔ چوہدری صاحب نے حضور اور حضور کے خدام کی پرتکلف دعوت کی۔ اور حضور نے جمعہ کی نماز پھیرو چیچی پڑھائی۔

یہ خبر مسرت کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ جناب قاضی محمد عبد اللہ صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کو خدا تعالیٰ نے پہلی بیوی سے لڑکی عطا کی۔ یہ پہلی بچی ہے۔ جو قاضی صاحب کے ہاں متولد ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب سلسلہ کے بعض کاموں کیلئے ۱۵ر فروری گوردا سپور تشریف لے گئے [illegible]

جناب میر [illegible] صاحب [illegible] غلام رسول صاحب [illegible]

مجلس مشاورۃ کے متعلق اعلان

۱۔ امسال مجلس مشاورۃ انشاء اللہ العزیز ۶ر اپریل ۱۹۲۸ء بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ شروع ہوگی۔ اور ۸ر اپریل ۱۹۲۸ء کی دوپہر تک رہیگی۔

۲۔ مجلس مشاورۃ کے موقعہ پر جو امور یا سوالات دوست بھیجنا چاہیں۔ وہ جلد بھیج دیں۔ تا کہ ایجنڈا جلد تیار ہوسکے۔

ذوالفقار علی خاں ناظر اعلیٰ

ریزرو فنڈ

۱۴ر فروری ۱۹۲۸ء کے اخبار الفضل میں "ریزرو فنڈ" کے عنوان سے ایک نوٹ شائع ہوا ہے۔ جس میں کام کی اہمیت اور نہایت ضروری مصارف کا اظہار کیا گیا ہے۔

مجھے احباب کے اس جوش اور محبت سے جس کا اظہار انہوں نے جلسہ سالانہ پر کیا تھا۔ امید ہے کہ میرے اس نوٹ کے پڑھ لینے کے بعد خاص طور پر ریزرو فنڈ کے چندہ کے لئے احباب وعدہ کنندگان نے اپنے وعدہ کے ایفاء کے لئے پوری کوشش شروع کردی ہوگی۔ یکم مارچ ۱۹۲۸ء تک اس فنڈ میں کم از کم ہر ایک دوست کے وعدہ کی نصف رقم پہنچ جانی چاہیئے تا وہ اخراجات پورے کئے جائیں جن کے بغیر کام میں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ جیسا کہ اس اخبار میں شائع کیا گیا۔ احباب کو چاہیئے کہ چندہ ریزرو فنڈ یا ترقی اسلام کیلئے

رسید ات دفتر بیت المال سے براہ راست طلب فرمائیں۔ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے۔ کہ نوٹوں والی رسید بک یا رسید بک "پچیس لاکھ ریزرو فنڈ صیغہ ترقی اسلام قادیان" کی بھی تصریح کردیں۔ کہ ان دونوں رسید بکوں میں سے کونسی رسید بکیں ان کو درکار ہیں۔

ایک خاص بات جس کا احباب کو خیال رکھنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک پر احباب نے دو قسم کے وعدے فرمائے تھے۔

(۱) ایک ان کا اپنا وعدہ۔

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے وعدہ تھا۔ چاہیئے کہ رقم ارسال کرتے وقت کوپن پر یا بیمہ میں یہ بھی تصریح کردیں کہ رقم ان کی اپنی طرف سے ہے۔ یا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے۔ تاکہ مطالبات میں بیت المال کو آسانی ہو۔

قائم مقام ناظر بیت المال

نظارت تعلیم و تربیت کا اعلان

سالانہ رپورٹ بہت جلد دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے

برادران السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

مجلس مشاورت کا وقت قریب آرہا ہے۔ اور اس میں حسب دستور تمام نظارتوں نے حلقہ کار کی سالانہ رپورٹیں پیش ہونگی۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ جملہ جماعتوں کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے۔ کہ ان کی تعلیم و تربیت کی سالانہ رپورٹ بہت جلد دفتر نظارت تعلیم و تربیت میں پہنچ جانی چاہیئے مجلس مشاورت کا انعقاد غالباً چھ سات اور آٹھ اپریل کو ہوگا۔ اور چونکہ رپورٹوں کو ترتیب دینے اور ان پر ریویو کرنے میں بھی وقت لگتا ہے۔ اور مجلس مشاورت کے قریب اور بھی بہت سے کاموں کا زور ہوتا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ جماعتوں کی رپورٹیں دس مارچ تک دفتر ہذا میں پہنچ جائیں۔ امید ہے ذمہ دار کارکن خاص توجہ اور مستعدی سے کام لیں گے۔ اور مجھے گذشتہ سال کی طرح شکایت کا موقعہ نہ دیں گے۔ کہ احباب نے سستی یا بے پرواہی سے کام لیا ہے۔ رپورٹ میں مندرجہ ذیل باتوں کا خاص طور پر ذکر ہونا چاہیئے:

۱۔ مقامی جماعت میں کل احمدی کتنے ہیں۔ اگر صحیح تعداد معلوم نہ ہو تو اندازہ لکھدیا جائے۔ کیا سال زیر رپورٹ میں تعداد میں کوئی اضافہ یا کمی تو نہیں ہوئی۔ اگر کمی ہوئی ہے۔ تو اس کی کیا وجہ ہے۔

۲۔ جماعت میں خواندہ مردوں اور عورتوں کی تعداد کتنی ہے۔ کیا سال زیر رپورٹ میں خواندہ لوگوں کی نسبت میں کوئی اضافہ ہوا ہے۔

۳۔ جماعت میں قابل تعلیم بچوں یعنی ۶ سال سے ۱۶ کی عمر تک کے بچوں (لڑکوں اور لڑکیوں) کی تعداد کتنی ہے۔ ان میں سے کتنے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور کیا اس تعداد میں سال زیر رپورٹ میں کوئی اضافہ ہوا ہے۔

۴۔ کیا مقامی جماعت کا اپنا مردانہ یا زنانہ مدرسہ ہے اگر ہے تو اس کی مختصر رپورٹ دی جائے۔

۵۔ مقامی جماعت میں اگر کوئی بی۔اے یا ایم۔اے یا مولوی فاضل یا منشی فاضل پاس ہوں۔ یا دوسری طرح اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں تو ان کے نام لکھے جائیں۔

۶۔ کیا مقامی مستورات کی کوئی لجنہ بنی ہوئی ہے۔ اگر ہے تو اس کی کارگذاری کیا ہے۔

۷۔ کیا جماعت میں کوئی لائبریری ہے۔ اگر ہے تو کیا اس سے احباب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور کیا اس میں سب ضروری کتب سلسلے کے لٹریچر کی موجود ہیں۔

۸۔ کیا مقامی جماعت کی کوئی مسجد ہے۔ کیا اس مسجد میں باقاعدہ نماز باجماعت ہوتی ہے۔ اگر مسجد نہیں ہے۔ تو کیا نماز باجماعت کا کوئی اور انتظام ہے۔

۹۔ جماعت کے افراد کی اخلاقی حالت کیسی ہے۔

۱۰۔ کیا جماعت کے کوئی افراد فضول اور مضر رسوم عادات یا ناواجب رسوم میں تو مبتلا نہیں ہیں۔

۱۱۔ جماعت کے افراد کی دینی حالت کیسی ہے۔

۱۲۔ گذشتہ مجلس مشاورت میں جو امور نظارت تعلیم و تربیت کے متعلق پاس ہوئے تھے۔ ان پر جماعت نے کس حد تک عمل درآمد کیا ہے۔

۱۳۔ کیا مقامی جماعت میں کوئی ایسے لوگ تو نہیں۔ جو جماعت کے مخصوص طریقہ عمل مثلاً غیر احمدی امام کی اقتداء میں نماز نہ پڑھنے کے معاملہ میں۔ یا غیر احمدیوں کو رشتہ نہ دینے کے معاملہ میں۔ یا جنازہ غیر احمدیوں کے معاملہ میں کوتاہی برتتے ہوں:

۱۴۔ مقامی جماعت کے افراد کی قادیان آنے جانے اور مرکز کے ساتھ تعلقات رکھنے اور اخبارات سلسلہ کے منگوانے وغیرہ کے معاملہ میں کیسی حالت ہے۔ یعنی کیا اس معاملہ میں کوئی غفلت اور بے پرواہی تو نہیں۔

۱۵۔ کیا مقامی جماعت میں کسی قسم کا اختلاف یا انشقاق یا فتنہ تو رونما نہیں ہے۔ اگر ہے تو اس کی مختصر کیفیت لکھی جائے۔ اور یہ بتایا جائے کہ اس کے دور کرنے کے لئے کیا کوشش کی گئی ہے۔

۱۶۔ کیا مقامی جماعت میں کوئی سلسلہ درس کا جاری ہے۔ اگر ہے تو کیا احباب اس سے پوری طرح فائدہ اٹھاتے ہیں

۱۷۔ مقامی جماعت کی طرف سے سال کے دوران میں کس قدر ماہواری رپورٹیں دفتر نظارت تعلیم و تربیت کو بھیجی گئی ہیں:

۱۸۔ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے ساتھ جماعت کے تعلقات کیسے ہیں۔ اور ان کی عام طور پر جماعت کے متعلق کیا رائے ہے:

۱۹۔ کیا مقامی جماعت میں کوئی صاحب سکرٹری تعلیم و تربیت کے مقرر ہیں۔ اگر ہیں تو کون ہیں۔ اگر نہیں تو کیوں مقرر نہیں کئے گئے:

۲۰۔ اور کوئی امر جو تعلیم و تربیت کے لحاظ سے قابل ذکر ہو۔

مرزا بشیر احمد ناظر تعلیم و تربیت

عازمان حج اطلاع دیں

اس سال جن احمدی دوستوں نے حج کرنے کا عزم کیا ہو وہ براہ مہربانی بہت جلد اپنے نام و پتہ سے اطلاع دیں۔ اور تاریخ روانگی سے بھی۔ تا ایک دوسرے کو اطلاع دی جائے۔ اور اکٹھا احمدی قافلہ بمبئی سے روانہ ہو۔ اور اس قافلہ کا باقاعدہ امیر مقرر ہو۔

آخر فروری ۱۹۲۸ء تک دفتر امور عامہ میں اطلاع پہنچ جانی چاہیئے۔

قائم مقام ناظر امور عامہ

نظارت تعلیم و تربیت اور مجلس مشاورت

مجلس مشاورت کا وقت قریب آرہا ہے۔ اور اس کے متعلق مجھ سے ناظر صاحب اعلیٰ نے دریافت فرمایا ہے کہ نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے کون سے امور پیش کئے جائیں گے۔ سو پیشتر اس کے کہ میں ان کو جواب ارسال کروں میں احباب سے یہ مشورہ لینا چاہتا ہوں کہ ان کی رائے میں جماعت کی تعلیم و تربیت کے لحاظ سے موجودہ حالات میں کن اصولی امور کی طرف خاص توجہ دئے جانے کی ضرورت ہے۔ مقامی جماعتوں کے ذمہ دار کارکن اپنے مشورہ سے بہت جلد مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔ تاکہ میں نظارت تعلیم و تربیت کا ایجنڈا تیار کرسکوں: مرزا بشیر احمد ناظر تعلیم و تربیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۲۸ء

خود فراموش مسلمان

ہندو لیڈر جب دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمان کوئی ٹھوس کام شروع کر رہے ہیں۔ یا اپنی سیاسی یا تمدنی حالت کو درست کرنے کے لئے کسی ایسے شخص کی آواز پر جو اُن کے لئے درد رکھتا اور اُن کی صحیح طور پر راہنمائی کر سکتا ہے۔ کان دھرنے لگے ہیں۔ تو اُن کا کوئی لیڈر اُٹھ کر مسلمانوں کی توجہ دوسری طرف پھیرنے کے لئے بظاہر دل پسند لیکن دراصل نقصان رساں راگنی چھیڑ دیتا ہے جسے سنتے ہی مسلمان کیا لیڈر اور کیا عامۃ الناس سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اور ساری باتیں بھول کر ادھر متوجہ ہو جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ پہلے جو کچھ ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اسے گنوا بیٹھتے ہیں۔ اور پھر سوائے ندامت اور شرمندگی کے انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

ہندوؤں کی دراز دستیوں سے تنگ آکر اور اس خطرہ کو محسوس کر کے جو تجارت کے کلیتہً ہندو ہاتھوں میں ہونے سے مسلمانوں کو درپیش تھا۔ نیز اپنی اقتصادی اصلاح کے لئے مسلمانوں میں تجارت کی تحریک شروع ہوئی تھی۔ اور بعض مقامات پر مسلمانوں نے دوکانیں کھولی تھیں۔ اسی طرح شدھی و سنگھٹن کے اثرات و نتائج کا خیال کرتے ہوئے تنظیم اور تبلیغ کی طرف توجہ کی گئی تھی مگر یہ تحریکات ہندوؤں کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹکتی تھیں۔ جنہیں ناکام بنانے کے لئے انہوں نے ہر قسم کی کوششیں کیں۔ اسی سلسلہ میں اُن کے ہاتھ سائمن کمیشن کی مخالفت کا حربہ آگیا۔ جہاں تک ہندوؤں کے مفاد اور حقوق کا تعلق ہے اس کے متعلق وہ مطمئن ہیں۔ کیونکہ کوئی بات ایسی نہیں جو ہندوؤں کے لئے مفید ہو سکتی ہو۔ اور وہ انہوں نے انگریزوں کے کانوں تک نہ پہونچا دی ہو۔ لیکن مسلمان بیچاروں کو اتنا سلیقہ ہی کہاں ہے۔ کہ اپنے حقوق حکمران قوم پر عمدگی سے ظاہر کر سکیں۔ ان کا ایک طبقہ تو صرف جوش و خروش کا اظہار کرتا۔ اور حکومت کی مخالفت میں زور لگانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور دوسرا طبقہ ایسا ہے۔ جو اپنی غربت۔ اپنی لاعلمی اور اپنی جہالت کی وجہ سے خواب غفلت میں پڑا ہے۔

ان حالات میں صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ کمیشن جو اہل ہند کی سیاسی اور ملکی حقوق حاصل کرنے کی قابلیت کا اندازہ لگانے کے لئے آرہا ہے۔ اس کا بائیکاٹ ہندوؤں کو کچھ بھی نقصان نہیں پہونچا سکتا۔ البتہ مسلمانوں کے لئے سخت نقصان رساں ہوگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہندوؤں نے بڑے زور شور کے ساتھ اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور مالوی جی اور لالہ لاجپت رائے ایسے لیڈر بھی اس کی مخالفت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور اس کام میں شرکت کے لئے مسلمانوں کو دعوت دینے لگے۔ حالانکہ اس کمیشن کے اعلان سے چند ہی دن قبل تک مسلمان ان کی نظر میں خار کی طرح کھٹک رہے تھے۔

مسلمان اس موقعہ پر بھی اپنی بے استقلالی اور غیر مستقل مزاجی کا شکار ہو گئے۔ چنانچہ کئی ایک مسلمان لیڈر اپنی تمام تحریکوں اور تجویزوں کو چھوڑ کر مالوی جی کے قدموں میں گرنے شروع ہو گئے۔ مسلم پریس سب باتوں کو فراموش کر کے ہندوؤں کے حسب منشار کام کرنے لگ گیا۔ بلکہ خانہ جنگی میں مشغول ہو گیا۔ غرضیکہ مالوی جی کا سحر پوری طرح اثر کر گیا۔ اور مسلمان آزمودہ را آزمودن پر عمل کرتے ہوئے ایک بار پھر یہ سمجھنے لگ گئے کہ ہندو لیڈر تمام اختلافات اور عداوت انگیز تحریکات سے اپنی توجہ ہٹا کر ملک میں اتحاد و اتفاق کی تخم ریزی کر رہے ہیں۔ اس لئے انہیں بھی کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہیئے۔ جسے ہندو پسند نہ کریں۔ مگر مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ہندو کبھی ان باتوں سے باز نہیں رہ سکتے۔ جنہیں اپنے لئے کسی نہ کسی رنگ میں مفید سمجھتے ہیں۔ خواہ ان پر عمل کرنے سے دوسروں کو کتنا ہی نقصان کیوں نہ پہونچ جائے۔

مسلمانوں کو اس بات کا پوری طرح مشاہدہ تو اس وقت ہوگا۔ جب سائمن کمیشن اپنا کام ختم کر چکے گا۔ لیکن اس کے آثار ابھی سے نظر آرہے ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں کے مشہور لیڈر اور ہندو مہاسبھا کے کرتا دھرتا بھائی پرمانند صاحب ایم اے نے ہندو سبھا بہار کی صدارت کے فرائض ادا کرتے ہوئے جو تقریر کی۔ اسے ہم اپنے بیان کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ بھائی صاحب نے ہندو نوجوانوں کو للکار کر فرمایا۔

"یہ مسلمان جو ہماری گئو ماتا کو بیدردی سے کھا جایا کرتے ہیں۔ ان سے اتفاق ہرگز ممکن نہیں۔ ان کو ہندوستان سے ہرگز محبت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ مذہباً عرب کے رہنے والے ہیں۔ ان کا دل عرب کے لئے دکھتا ہے۔ ہندو مسلم اتحاد سے سوراج ممکن نہیں۔ جب تک یہاں ایک دھرم اور ایک جاتی نہ ہو۔ کوشش بالکل بیکار ہے۔ افغانستان۔ ایران۔ ترکستان سب ہندوؤں کے ملک تھے۔ صرف سناتن دھرمیوں کی غفلت کی وجہ سے تمام ملک ہاتھ سے نکل گئے۔ اور لوگ مسلمان ہو گئے اگر یہی حالت ہماری رہی۔ تو عنقریب ہندوستان کسی اور نام سے پکارا جانے لگا" (انقلاب ۱۱ فروری ۱۹۲۸ء)

کیا کبھی ممکن ہے۔ کہ جن لوگوں کو بھائی پرمانند جی ایسے لوگ اس طرح مسلمانوں کے خلاف بھڑکائیں۔ اور نفرت دلائیں۔ ان کے دل مسلمانوں کی طرف سے صاف ہو سکیں اور انہیں ہندوستان میں مسلمانوں کا رہنا گوارہ ہو۔ قطعاً نہیں۔

ہندو مسلم اتحاد کی سب سے بڑی وجہ اور سب سے اہم ضرورت یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ اس کے بغیر سوراج حاصل نہیں ہو سکتا لیکن بھائی جی ایک جلسہ میں ہزاروں ہندوؤں کے سامنے ان کی طرف سے صدر کی حیثیت حاصل کر کے فرماتے ہیں "ہندو مسلم اتحاد سے سوراج ممکن نہیں۔" اور تمام حاضرین جلسہ اس پر صاد کر کے اس بات کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد کی جو سب سے بڑی بنیاد بتائی جاتی ہے وہی نادرست ہے۔

پھر بھائی جی اور اُن کے ہمخیال ہندوؤں کے نزدیک سوراج کس طرح ممکن ہے۔ اس بارے میں بھی سُن لیجئے۔ فرماتے ہیں "جب تک ہندوستان میں ایک دھرم اور ایک جاتی نہ ہو۔ سوراج کے لئے کوشش بالکل بیکار ہے۔"

جن لوگوں کے نزدیک سوراج سوائے اس کے حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ اہل ہند کا ایک دھرم ہو جائے۔ اور وہ دھرم ویدک دھرم ہو۔ وہ کس طرح مسلمانوں کا بحیثیت مسلمان ہندوستان میں رہنا گوارا کر سکتے ہیں۔ ان کی تو دن رات یہی کوشش ہے۔ کہ جس قدر جلد ہندوستان میں ویدک دھرم قائم کر سکیں۔ کریں۔ مگر مسلمان ہیں۔ کہ ہندوؤں کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ اور محض اس امید موہوم پر کہ ہندو ان سے اتحاد کرنا چاہتے ہیں۔ گورنمنٹ سے بگاڑ کر اپنے فوائد اور حقوق کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں۔

بھائی پرمانند جی نے ہندوستان میں ایک دھرم کی مزید تشریح بھی اسی تقریر میں کر دی ہے۔ اور اس کا طریق بھی بتا دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

"جب تک ایک دھرم نہ ہوگا۔ اتحاد ممکن نہیں۔ یہ سات کروڑ مسلمان تمام تمہارے ہندو بھائی تھے۔ جو تمہاری غفلت سے بے دھرمی ہو گئے۔ اب تم ان کو جس طور سے بھی ممکن ہو۔ شدھ کر لو۔ شدھی کے لئے تمام ہندو نوجوانوں کو تن من دھن ارپن کر دینا چاہیئے۔ قوم کی ترقی بن سنگھٹن نہیں ہو سکتی۔ سنگھٹن کے لئے علم۔ بل۔ شدھی ضروری ہے۔"

وہ مسلمان جو سوراج حاصل کرنے کی امید اور ہندوؤں

کے بھروسے اپنے قومی اور مذہبی فوائد اور اغراض کو ہی نہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو بھی بھولے ہوئے ہیں۔ اور خود فراموشی کی مکمل تصویر بنے ہوئے ہیں۔ خدارا سوچیں اور دیکھیں۔ کہ ہندو ان کے متعلق کیا ارادے رکھتے اور کیا تجویزیں پاس کر رہے ہیں۔ پھر یہ باتیں تجویزوں تک ہی محدود نہیں۔ ان پر بڑے زور اور طاقت سے عمل بھی ہو رہا ہے۔ کیا مسلمان غافل ہی رہیں گے۔ یا کبھی اپنی حالت پر غور بھی کرینگے ✣

گاندھی جی کی ایک خطرناک تجویز

گاندھی جی نے ۳ر فروری کو ہڑتال کرنے والوں کو ان کے اس کارنامہ پر مبارکباد دیتے ہوئے تحریک کی ہے۔ کہ

"جہاں کمیشن جائے۔ وہاں حتےالامکان پکٹنگ کی بھی ضرورت ہوگی" (ملاپ ۱۱ر فروری)

مطلب یہ کہ کمیشن کا استقبال کرنے والوں اور ملنے والوں کو روکنے کے لئے پہرے مقرر کئے جائیں۔

گاندھی جی عدم تشدد کے بہت بڑے حامی کہلاتے ہیں لیکن افسوس کہ انہوں نے یہ ایسی تجویز پیش کی ہے۔ کہ اگر اس پر عمل کیا گیا۔ تو فتنہ و فساد کا پیدا ہونا حتےٰ کہ کشت و خون تک نوبت پہونچ جانا لازمی امر ہے۔ جن لوگوں کو ان کی مرضی اور منشا کے خلاف کمیشن کے ملنے سے روکا جائے گا۔ وہ اس روکاوٹ کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اور اس کا نتیجہ طرفین کے لئے خوشگوار نہ ہوگا۔ اگر گاندھی جی نے اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے دور اندیشی سے کام نہیں لیا۔ تو ان کے معتقدین کو ضرور اس کے خطرات سے آگاہ ہونا چاہیئے اور اس پر عمل کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہونا چاہیئے ✣

ہندوؤں کو دوسری شادی کرنے کا شوق

اخبار ملاپ (۱۲ر فروری) لکھتا ہے:۔

"پچھلے کئی مہینوں سے ہمارے پاس لگاتار یہ شکایات پہونچ رہی ہیں۔ کہ لائل پور۔ ریاست جموں۔ ضلع گوجرانوالہ ضلع لاہور اور دیگر مقامات کے کچھ ہندو اپنی زندہ عورتوں کو بلاوجہ چھوڑ کر دوسری شادیاں کر رہے ہیں۔ ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ ہندو لا، ایسی شادیوں کی اجازت دیتا ہے"

جبکہ ہندو لا ایسی شادیوں کی اجازت دیتا ہے تو پھر "ملاپ" کو یہ کہنے کا کیا حق ہے۔ کہ

"ایک عورت کی موجودگی میں دوسری شادی کرنا تو ایک گناہ کے مترادف ہو رہا ہے"

اگر ہندو لا نے اسے گناہ قرار نہیں دیا۔ بلکہ بقول "ملاپ" اس کی اجازت دی ہے۔ تو "ملاپ" کے کہنے سے یہ گناہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور ہندو ہندو لاء کے بنانے والوں کے مقابلہ میں "ملاپ" کی مخالفت کو کچھ وقعت نہ دینے میں بالکل حق بجانب ہونگے۔ "ملاپ" کو کیا معلوم ہے۔ کہ وہ ہندو جو پہلی عورتوں کو چھوڑ کر دوسری شادیاں کر رہے ہیں۔ وہ کن حالات اور کن مشکلات سے مجبور ہو کر ایسا کر رہے ہیں۔ اپنے تعلقات کی مشکلات کو مرد و عورت ہی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ اور کئی ایسی وجوہات بھی ہو سکتی ہیں۔ جنہیں عام پبلک میں پیش کرنے کی تہذیب اور شرافت اجازت نہیں دیتی۔ پس "ملاپ" کو ان وجوہات سے ناواقف ہو کر ایسی شادیوں کو بلاوجہ نہیں کہنا چاہیئے۔ بلکہ ایسی شادیاں کرنے والوں کی مجبوریوں کو مدنظر رکھ کر ان سے ہمدردی کا اظہار کرنا چاہیئے۔ اور ان کے سامنے یہ اسلامی طریق رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر وہ دوسری شادی کریں۔ تو پہلی بیوی کو چھوڑ نہ دیں۔ بلکہ اس سے بھی حسن سلوک سے پیش آئیں۔ ہندو عورتیں جو اپنے خاوندوں کی دوسری شادی کے خلاف شور مچا رہی اور اخباروں میں مضامین چھپوا رہی ہیں۔ اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ وہ سمجھتی ہیں دوسری شادی کر لینے پر ان کو چھوڑ دیا جائیگا۔ اگر ان کو اس حالت میں حسن سلوک اور عدل و انصاف کی امید ہو۔ تو وہ یہ روش اختیار نہ کریں ✣

دودھ نہ دینے والی گائیں ذبح کی جائیں

اگرچہ بار بار سمجھانے کے باوجود ابھی تک عام ہندوؤں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ گاؤکشی کی ہر حالت میں مخالفت کرنا کسی صورت میں بھی مفید نہیں۔ اور وہ گورنمنٹ کو چھوڑ کر جو فوجی اغراض کے لئے مسلمانوں کی نسبت بہت زیادہ تعداد میں گائیں ذبح کراتی ہے۔ مسلمانوں کو برابر اس قسم کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ کہ اگر وہ گائے ذبح کرنے سے باز نہ آئیں گے۔ تو ہندو اس کو روکنے کے لئے بڑی سے بڑی قیمت ادا کریں گے۔ لیکن خوشی کی بات ہے۔ کہ ہندوؤں میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ جو اندھا دھند ذبیحہ گائے کی مخالفت کرنے کو دور از عقل و دانش سمجھتے ہیں۔ اور ایسی گایوں کی حفاظت کرنا جنہیں ذبح کیا جاتا ہے۔ ملک کے لئے سخت نقصان رساں یقین کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک فاضل ہندو نامہ نگار نے گاندھی جی کو اس طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور گاندھی جی نے ان کے مضمون کے کچھ اقتباس اپنے اخبار "ینگ انڈیا" میں دیگر ہندوؤں کے غور و فکر کے لئے درج کئے ہیں۔ مضمون نگار موصوف لکھتے ہیں:۔

"اگر اس مسئلہ پر غور کیا جائے۔ کہ گائیں کیوں قصابوں کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہیں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اس کا بہت بڑا سبب یہ ہے۔ کہ کمزور گایوں کے رکھنے سے کوئی مادی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہماری فلاکت اس حد تک پہونچ گئی ہے۔ کہ ہم اپنے بچوں کے لئے کافی خوراک مہیا نہیں کر سکتے۔ ایسی حالت میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم لاکھوں بے کار گایوں کی نگہداشت کریں۔ اگر ہمیں گایوں کی حفاظت کرنی ہے۔ تو ان کے دودھ گھی میں اضافہ کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اقتصادی پہلو سے ان کو فائدہ رساں بنانا چاہیئے۔ جب قصاب پر یہ بات ظاہر ہو گی۔ کہ گائے کو ذبح کرنے کی بجائے اس کی نگہداشت سے وہ زیادہ فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ تو وہ اس کے ذبیحہ سے خود بخود دستکش ہو جائیگا"

ہندو مہاسبھا کو جس نے حال ہی میں مسلمان قصابوں کے بائیکاٹ کا ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ گاندھی جی کے اخبار کی ان سطور پر خاص طور سے غور و فکر کرنا چاہیئے۔ اگر قصاب بیکار اور کمزور گایوں کو ٹھکانے نہ لگاتے رہیں۔ تو دودھ گھی اس قدر بھی نہ مل سکے۔ جتنا اب ملتا ہے کیونکہ دودھ گھی دینے والی گایوں کو بیکار گایوں کی وجہ سے اتنا کم چارہ میسر آ سکے کہ وہ بھی بیکار یا قریباً بیکار ہو جائیں پس قصاب دودھ گھی کے شوقینوں کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ نہ کہ بائیکاٹ کئے جانے کے ✣

مسلمانوں میں ایک بہت بڑا نقص

رائے کا اختلاف کہاں اور کن لوگوں میں نہیں ہوتا۔ ہر جگہ اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں میں ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جہاں دوسری اقوام اختلاف آراء کے وقت ایک دوسرے کی آراء پر ٹھنڈے دل سے غور کرتی اور مخالف آراء رکھنے والوں کی عزت و توقیر کا خیال رکھتی ہیں۔ وہاں مسلمان اختلاف آراء کے وقت نہایت افسوسناک روش اختیار کر لیتے ہیں۔ وہی لوگ جنہیں پہلے وہ فخرِ قوم۔ علامہ زماں اور کیا کیا کچھ قرار دیتے ہیں۔ انہیں نہایت شرمناک خطابات دینے لگ جاتے ہیں۔

اس کی بالکل تازہ مگر افسوسناک مثال سر اقبال کے متعلق "زمیندار" کی روش ہے۔ زمیندار وہ اخبار ہے۔ جو ہمیشہ ڈاکٹر اقبال کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان رہا۔ لیکن سائمن کمیشن کے متعلق اختلاف رائے پر "زمیندار" نے نہ صرف دیرینہ مراسم دوستی ترک کر دئے۔ بلکہ اس قسم کے الفاظ استعمال کر رہا ہے۔ جن کا اعادہ بھی ہم پسند نہیں کرتے ✣

مسلمانوں کے متعلق اسی قسم کی اور بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ جن کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی معمولی سی بات پر ایک دوسرے کے خلاف اس قدر رنجش اور کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ اس کا دور ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ دیگر امور پر اثر انداز ہو کر مسلمانوں کے لئے نقصان رساں بنتی ہے ✣

یہ بہت بڑا نقص ہے۔ جس سے کم از کم ان لوگوں کو جو لیڈر کہلاتے ہیں۔ اپنے آپ کو بچانا چاہیئے۔ اور ہندوؤں سے اس بارے میں سبق

حالات حاضرہ کے متعلق چند پیشگوئیاں

سورہ یوسف میں اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تعبیر اور تدبیر فذروہ فی سنبلہ کو محض قصہ اور کہانی کے رنگ میں بیان نہیں فرمایا۔ بلکہ اس چھوٹی سی آیت میں بموجب حکم اوتیت جوامع الکلم غور اور تدبر کرنے سے زمانہ حال کی کئی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔

اول اس میں یہ سمجھایا کہ جب دنیا میں بدامنی وغیرہ مصائب کی وجہ سے کیا پادشاہ کیا رعایا سب تنگ آجائیں گے۔ تو اس وقت اللہ تعالےٰ یوسف علیہ السّلام کی طرح اپنے ایک بندہ کو ان مشکلات کے دور کرنے کا علاج بتائے گا۔ جو حاکم وقت کو یہ مشورہ دیگا۔ کہ اس کی رعایا کا کوئی فرد کسی نبی۔ ولی اور بزرگ قوم کے خداداد مرتبہ اور عزت کی ہتک نہ کرے خدا کے پیاروں کو ان کے مرتبہ سے گرا کر بے ادبی کی زمین پر زمینی کیڑوں کے آگے پھینکنا سخت ظلم ہے۔ والظلم وضع الشئ فی غیر موضعہ

اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون (پ) اور خدا کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتا ہے۔ من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (بخاری) پس خدا کے پیاروں کی بے عزتی اور دشمنی سے دنیا میں قحط۔ وبائیں وغیرہ طرح طرح کے عذاب نمودار ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ امام جماعت احمدیہ کے ہاتھ سے دانہ کو سنبلہ میں رکھنے کی پیشگوئی پوری ہو چکی۔ اور آپ نے امن کا نسخہ حکام اور رعایا کے سامنے پیش کر دیا۔ آگے عمل کرنا ان کا کام ہے۔

دوم اسلامی تعلیم اور اس کے احکام پر چلنے اور نیک اخلاق دکھانے کا خوشہ جو کسی وقت فاخرجنا منہ خضرا نخرج منہ حبا متراکبا (پ۱۸) کا مصداق تھا اس زمانہ میں مسلمانوں کی غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے عملی دانوں سے خالی ہوگا۔ اس لئے مسلمان دین اور دنیا میں تہیدست ہونگے۔ ان کی اس حالت کو دیکھکر فدایان اسلام سے ایک شخص اسلامی احکام کو اپنی اصلی جگہ پر قائم رکھنے کی ہدایت کریگا۔ یعنی

الف: مسلمانوں کو صبر۔ دعا اور استقلال سے کام لینے کی ترغیب دیکر دانے کو اپنی جگہ قائم رکھنے کا راز بتائیگا جس طرح دانہ خوشہ میں اپنی جگہ پر قائم رہنے کی وجہ سے گھن سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح ارادے پر جم کر کام کرنا ناکامی کے گھن سے بچاتا ہے۔ ہمارے ہادی ورہنما حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ احرص علےٰ ماینفعک واستعن باللہ ولا تعجز (مسلم) کہ جو چیز تجھکو نفع دے۔ اس کی کوشش میں سرگرم رہ اور اللہ تعالےٰ سے مدد مانگ اور عاجز ہو کر ہمت نہ ہار۔

ب:۔ دانے کو اپنے خوشہ میں رکھنے کی حکمتوں میں سے ایک یہ حکمت بتائیگا کہ بیکار اور نکمے مسلمانوں کو کام اور محنت کی طرف توجہ دلا کر اپنے گھروں میں اپنی ضروریات پورا کرنے کے لئے رزق مہیا کرنے کی ہدایت کرے گا۔

ج:۔ مسلمان اس زمانہ میں مال کو بے جا طور پر خرچ کرنے کے سبب سے ذلت اور ادبار کے منہ میں آئے ہوئے ہونگے وہ خدا کا بندہ مسلمانوں کو سنبلہ میں دانہ رکھنے یعنی صرفہ فی خللہ کا سبق دیکر اسراف اور فضول خرچی سے روکے گا۔ باوجودیکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں کلوا واشربوا کے ساتھ ولا تسرفوا فرما کر مسلمانوں کو سمجھا دیا۔ کہ اسراف سے بچنا۔ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے کھانے پہننے وغیرہ امور کے متعلق امت کو سمجھانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ مگر پھر بھی مسلمان دنیا کی سب قوموں سے اسراف میں آگے بڑھے ہوئے ہیں خصوصاً زراعت پیشہ مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ وہ ناگفتہ بہ ہے۔ طرح طرح کی رسومات میں پھنسکر اپنے مال کو برباد کر رہے ہیں۔ میں اپنے علاقہ کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ یہاں فوت شدہ اشخاص کی ارواح کو ثواب پہنچانے کی خاطر ان کے پس ماندگان اپنی برادری اور علماء کو کھانا پکا کر کھلاتے ہیں۔ اگلے دن ایک بیوہ عورت نے تمام گاؤں میں جس قدر مرد و زن آباد تھے۔ دودھ پیتے بچوں تک فی آدمی دو سیر حلوا۔ ایک سیر چاول سیر گوشت اور سیر آٹا ہر گھر میں بھیجا۔ تاکہ برادری میں نام ہو۔ اور دوسرا کوئی اسراف میں اس سے آگے نہ بڑھ جائے۔ چونکہ زراعت پیشہ مسلمانوں نے اسراف میں پڑ کر اپنے مالوں کو برباد کرنا تھا۔ اس لئے خدائے علیم وخبیر نے واتوا حقہ یوم حصادہ ولا تسرفوا میں ان کی موجودہ حالت کی خبر پہلے دیدی یہ لوگ بیاہ۔ شادی کے واسطے پارچات۔ زیورات کی تیاری میں سالہا سال کی کمائی کا روپیہ ہندو بزازوں زرگروں وغیرہ کو دیکر اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں۔ اتنا نہیں سوچتے کہ سرور کائنات فخر موجودات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے نام کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں جب اپنی پیاری بیٹی سیدۃ النساء کو جہیز میں ایک چادر اور ایک تکیہ (محشوۃ اذخر) جس میں گھاس بھری ہوئی تھی اور پانی رکھنے کے واسطے ایک مشک دی۔ تو ہم اپنے بیاہ شادیوں میں کیوں اس قدر اسراف کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

میرے مسلمان بھائیو سنو!

۱۔ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ فرماتے ہیں۔ فما کان فراشنا لیلۃ اھدیت الا مسک کبش (ابن ماجہ) کہ آنحضرت صلعم کی صاحبزادی جب میرے پاس روانہ کی گئیں تو اس رات ہمارا بچھونا بکری کی کھال کے سوا کچھ نہ تھا۔

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ (البذاذۃ من الایمان (ابن ماجہ) کہ بذاذت یعنی سادگی ایمان میں داخل ہے۔ یعنی بہت تکلف اور تزئین وآرائش مومن کی شان سے بعید ہے۔

۳۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ ان کنا ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم لنمکث شھرا ما نوقد فیہ بنار (ابن ماجہ) کہ ہم آل محمدؐ ایک ایک مہینہ اس طرح گذارتے کہ گھر میں آگ نہ جلائی جاتی۔ کھجور پانی پر گذارہ کر لیتے۔

۴۔ حضرت عائشہ سے ہے۔ کان ضجاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادما حشوہ لیف (ابن ماجہ) آنحضرت صلعم کا بچھونا چمڑے کا تھا۔ اس کے اندر خرما کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۵۔ حضرت عمر رضؓ نے کہا میں آنحضرت صلعم کے گھر گیا فواللہ ما رئیت فیہ شیئا یرد البصر غیر اھبۃ ثلثۃ (بخاری) خدا کی قسم مجھے آپ کے گھر میں تین کھالوں کے سوا کوئی سامان نظر نہیں آیا۔

۶۔ سفیان ثوری سے ہے کہ مال مومن کی ڈھال ہے (فھو ترس المومن) جس کے ہاتھ میں ہو فلیصلحہ پس چاہیئے کہ اصلاح کرے اس کو۔ یعنی ضائع نہ کرے اس کو بلکہ بڑھاوے اس کو ایک طرح کی تجارت کرے۔ یا خرچ کرے اس کو بوجہ قناعت کے۔ اس لئے کہ یہ زمانہ ہمارا ایسا ہے کہ اگر محتاج ہو کوئی تو۔ کان اول من یبذل دینہ ہوگا وہ اول ان شخصوں کا کہ ہاتھ سے دیں اپنے دین کو اور کہا۔ الحلال لا یحتمل السرف۔ مال حلال نہیں اٹھاتا اسراف کو۔ یعنی مال حلال میں اسراف کرنا نہ چاہیئے۔ اور اس کو نگاہ رکھے۔ اور باحتیاط خرچ کرے۔ تا چندے باقی رکھے اور سبب تقویت دین کا ہو۔ (مظاہر حق)

۷۔ یہ بالکل سچ ہے۔ کہ محتاج دین کو چھوڑ بیٹھتا ہے انس سے ہے فرمایا رسول خدا صلعم نے کاد الفقر ان یکون کفرا (مشکوٰۃ) نزدیک ہے فقر کہ ہو جاوے کفر۔ اذ ھو یحمل علی رکوب کل صعب و ذلول فیما لا ینبغی بالقتل والنھب والسرقۃ وربما یودیہ الی الاعتراض

علی اللہ (مجمع البحار) بے شک محتاجی قتل۔ رہزنی چوری سب کچھ کراتی ہے۔

۸۔ حدیث شریف میں فقر سے پناہ مانگی گئی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ۔ تکملہ صفحہ ۱۳۳ میں ہے۔ ولا نعلم احد امن الانبیاء ولا من الصحابة سئل الفقر او لبلاء بل العافیة منھا کسی نبی اور صحابی نے خدا سے محتاجی نہیں مانگی۔

۹۔ مغیرہ بن شعبہ سے روائت ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ان اللہ حرم علیکم عقوق الامھات ووأد البنات ومنعا وھات ... واضاعة المال (بخاری) تحقیق اللہ تعالےٰ نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کی اور بیٹیوں کا زندہ گاڑ دینا۔ آپ تو کسی کو نہ دینا اور دوسروں سے مانگنا۔ اور مال برباد کرنا۔ قسطلانی نے کہا مال برباد کرنا یہ ہے۔ کہ کھانے پہننے لباس وغیرہ میں بے ضرورت تکلف کرنا۔

۱۰۔ عبد اللہ بن عمر سے روائت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے کفیٰ بالمرء اثما ان یضیع من یقوت (ابوداؤد) آدمی کو یہ گناہ بہت ہے۔ کہ اپنی روزی کو ضائع کرے۔ یا جن لوگوں کی روزی اس پر ہے۔

۱۱۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ نعم المال الصالح للرجل الصالح (مشکوٰۃ) اچھا ہے مال نیک مرد نیک کے لئے۔

۱۲۔ آنحضرت صلعم مال فی سے اپنے اہل کے لئے سال کا خرچ نکالتے۔ ینفق علی اھلہ نفقة سنتھم (بخاری کلم)

۱۳۔ وقال سعید بن المسیب لاخیر فیمن لا یجمع المال فیقضی بہ دینہ ویصل رحمہ ویکف بہ وجھہ (تکملہ) یعنی مال پاس نہ ہو تو نہ قرض ادا ہوتا ہے۔ اور نہ صلہ رحمی اور نہ ہی عزت کا بچاؤ۔

۱۴۔ لقمان نے بیٹے کو نصیحت کی کہ حلال کمائی کے ذریعہ فقر سے بچ۔ محتاج تین مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے اول دین میں ضعیف دوم کمی عقل سوم مروت کی کمی (اخلاق سلف)

د: مسلمانوں کا خوردنی و پوشیدنی سامان اس وقت دوسروں کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس لئے مسلمان ہر وقت غیروں کے دست نگر اور محتاج ہونگے۔ خدا کا وہ نیک بندہ یوسف علیہ السلام کی طرح مسلمانوں کو فذروہ فی سنبلہ کا مشورہ دیگا۔ یعنی ان کو سمجھائیگا۔ کہ وہ تجارت ودکانداری کے ذریعہ اپنے مالوں کو اپنے گھروں میں رکھیں کہ وہ غیروں کی اس محتاجی سے چھوٹ جائیں۔ تجارت کے متعلق چند حوالے سن لیجئے۔

۱۔ قال قتادہ کان القوم یتبایعون ویتجرون (بخاری) کہ صحابہ تجارت کرتے تھے۔

۲۔ عائشہ سے ہے کہا۔ ابوبکر جب خلیفہ بنائے گئے قال لقد علم قومی ان حرفتی لم تکن تعجز عن مؤنة اھلی (بخاری) کہا ابوبکر نے میری قوم جانتی ہے۔ کہ میرا پیشہ یعنی بزازی بیچنا میرے اہل وعیال کے خرچ کے لئے کافی تھا۔

شرح بخاری میں لکھا ہے "روائت کردہ ابن سعد باسناد یکہ رجال او ثقہ اند گفت وقتیکہ خلیفہ کردہ شد ابوبکر روز دیگر جا مہا کہ تجارت آں میکرد بر سر انداختہ بباز ار میرفت در راہ عمر بن خطاب وابو عبیدہ جراح پیش آمدند۔ الی آخرہ۔

۳۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ الھانی الصفق بالاسواق یعنی الخروج الی التجارة (بخاری)

۴۔ انس سے ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف مدینہ میں آئے ..... کہا دلونی علی السوق مجھے بازار کی راہ بتاؤ بازار میں آئے۔ اور تجارت کرنی شروع کی کچھ دنوں کے بعد آپ نے عبد الرحمٰن کو دیکھکر فرمایا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ فرمایا۔ مہر کتنا دیا۔ انہوں نے کہا۔ وزن نواة من ذھب (بخاری) گٹھلی کے برابر سونا۔

۵۔ ابوہریرہؓ سے روائت ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ایک دوسرے بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں اس نے اس کو دیدیں۔ اب جس نے قرض لیا تھا۔ وہ سمندر پر گیا۔ کہ سوار ہو کر جائے۔ اور قرض خواہ کا قرض ادا کرے۔ مگر سواری نہ ملی۔ فاخذ خشبة فنقرھا فادخل فیھا الف دینار فرمی بھا فی البحر۔ ایک لکڑی کرید کر اس میں ہزار اشرفی بھر کر لکڑی سمندر میں پھینک دی۔ قرض خواہ کسی اپنے کام کاج کو سمندر پر گیا۔ اس لکڑی کو جلانے کی خاطر پکڑ لیا۔ جب لکڑی کو چیرا اسمیں اشرفیاں پائیں۔ (بخاری) اس قصہ میں زمانہ حال کی پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ بخاری کا اس کو باب التجارة فی البحر میں بیان کرنا ظاہر کرتا ہے کہ ایک وقت آئے گا۔ کہ ہزاروں روپے سمندر کے راستہ سے بذریعہ تجارت لوگوں کو گھر بیٹھے پہونچ جایا کریں گے۔ لکڑی کرید کر اس میں اشرفیاں بھرنا اس میں صنعت اور کاریگری کی طرف اشارہ ہے۔ کہ کاریگر چیزیں بنا کر ادھر ادھر بھیجا کریں گے۔ لکڑی کریدنا گویا اس میں روپیہ بھرنا ہوگا یعنی اس زمانہ میں اس قسم کے کسب اور پیشہ کی بہت قدر ہوگی۔

۶۔ فاذا قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ الخ۔ آج بھی ایک جمعہ ہے اسلام کے مخلصین فرشتے جمع ہو رہے ہیں۔ اس لئے اے مسلمانو! اللہ تعالےٰ کو یاد کر کے تجارت کے لئے ملک میں پھیل جاؤ۔ (لعلکم تفلحون) اس وقت تجارت انشاء اللہ موجب برکت ہوگی۔

سوم۔ وقال لفتیتہ اجعلوا بضاعتھم فی رحالھم (یوسف) اس آیت کے بطن میں جو پیشگوئی تھی۔ وہ حضرت خلیفة المسیح ایدہ اللہ بنصرہ امام جماعت احمدیہ کے ہاتھ سے اس طرح پوری ہوئی۔ کہ آپ نے مسلمانوں کی بہتری اور خیر خواہی کے واسطے اپنے خدام کو حکم دیا کہ وہ ہر شہر اور قصبہ میں جا کر حضور کی مفید اور بابرکت تجاویز کو مسلمانوں کے سامنے پیش کریں۔ اور ان کو سمجھائیں۔ کہ تجارت کریں۔ اور اپنی دکانیں کھولیں۔ تاکہ ان کا روپیہ جو دوسری جگہ جا رہا ہے۔ خود ان کے گھروں میں واپس آئے پس احمدی مبلغین جو ملک میں پھر کر تبلیغ کر رہے ہیں۔ انجام اور نتیجہ کے لحاظ سے گویا مسلمانوں کے تھیلوں میں ان کی رقم اور بضاعت کو واپس کر رہے ہیں۔

چہارم:۔ قال فاذھب فان لک فی الحیوٰة الدنیا ان تقول لامساس وان لک موعدا لن تخلفہ (طٰہٰ) سامری کے قصہ میں بطور پیشگوئی ہندوؤں کے موجودہ فتنہ کا حال بتایا گیا۔ کہ جب گائے کو پوجنے والے (سامری کی نسبت لکھا ہے کان من قوم یعبد ون البقرہ (کمالین) یعنی ہندو مسلمانوں کا زیور۔ مال اور زیب وزینت کا سامان اپنی مٹھی میں کریں گے۔ تو پھر ان زیورات کو آگ میں ڈالکر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے ایک بچھڑا بنائینگے یعنی مسلمانوں کے مالوں پر قبضہ کرنے کے سبب سے اس قوم کو اچھی طاقت حاصل ہو جائیگی تو اس وقت فتنہ کی آگ جلا کر مسلمانوں کو مرتد کرنا شروع کریں گے۔ تو مسلمان بھی غلطی سے باوجودیکہ بانی فتنہ نہ تو ان سے کوئی ان کے فائدہ کی بات کریگا اور نہ ہی ان کو کامیابی کی کوئی راہ بتائیگا۔ پھر بھی گائے کی طرح آواز کرتے ہوئے اس بچھڑے کی طرف دوڑیں گے یعنی ہندوؤں کے ساتھ ملکر جے کے نعرے لگائینگے۔ مگر جب اس کے عروج اور شہرت کی پتنگ ناکامی اور نامرادی کے جھکڑ سے ان کے سامنے گر پڑے گی تب مسلمان اپنے کئے پر نادم اور شرمسار ہونگے وہ گوسالہ پرست جس معبود کی خاطر جناب مثیل موسیٰ علیہ السلام کے حق میں نہ صرف فتنیبی بلکہ سخت توہین اور ہتک آمیز الفاظ کا استعمال کریں گے۔ اس معبود کی حقیقت ایک جسد بے روح سے بڑھکر نہ ہوگی۔ اس لئے خدا کے پیارے وبرگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو خوار کے معنے سمجھانے کے لئے گاہے گاہے قہری فرشتے کا نزول ہوگا۔ لامساس میں ان کا پتہ بتایا۔ کہ مسلمانوں کو دیکھکر کہیں گے "پرے مہاراج پرے مہاراج" "موعدا" میں یہ پیشگوئی ہے کہ سامری کا فتنہ

ہندوستان میں عورت کی حالت

(۱)

یوں تو اشرف المخلوقات میں عورت کی ذات بھی شامل ہے۔ لیکن زمانہ ماضی سے لیکر اب تک اگر تمام واقعات پر نظر دوڑائی جائے۔ تو یہ مظلوم ہستی انسانیت تو کیا حیوانیت کے بھی نچلے درجہ میں نظر آئیگی۔ یہ شکوہ عورت کا اپنے پیدا کنندہ سے نہیں۔ کیونکہ اس نے تو اپنی تمام مخلوقات کو زوجے سے مزین کرکے مخلوق کو مکمل کیا ہے۔ چنانچہ اس روشنی کے زمانہ میں تو نباتات چھوڑ جمادات کے بھی جوڑے ثابت ہو چکے ہیں۔ لیکن حیف ہے حضرت انسان پر کہ باوجود صاحب عقل و دانش ہونے کے اپنے جوڑے کے ساتھ وہ تذلیل کن سلوک روا رکھتا ہے۔ جس کی مثال حیوانات میں بھی ملنی مشکل ہے۔

عورت کی پیدائش

وہ قابل احترام ہستی ماں جس کی محبت کو خدا نے اپنی محبت سے نسبت دیتی جب ایک امانت کی حامل ہوتی ہے۔ نو ماہ کا وہ محدود زمانہ جو کہ دن اور رات گن گن کر گزارتی اور خوشگوار مستقبل کی آرزو اپنے اندر پوشیدہ لئے ہوتی ہے۔ تو اس زمانہ میں بھی ایک خلش اس کے سینہ میں کانٹے کی طرح کھٹکتی ہے مقررہ میعاد ختم ہو جاتی ہے۔ تو خداوند کریم کی مخفی در مخفی اور نہاں در نہاں حکمتوں کے ماتحت جو کچھ وہ مفید سمجھتا ہے۔ اپنے فضل سے لڑکا یا لڑکی بخش دیتا ہے۔ لیکن انسانوں کی طرف سے شکرانہ نعمت اس صورت میں ادا ہوتا ہے۔ کہ سب سے پہلے دایہ اس بات کی منتظر ہوتی ہے کہ گھر والوں کو لڑکے کی بشارت دیکر اپنی محنت کا ڈبل معاوضہ حاصل کرے۔ لیکن اگر لڑکی پیدا ہو۔ تو اس کی آرزوؤں پر پانی پھر جاتا ہے۔ اور کئی ایک صلواتیں اس نوزائیدہ جان کو سنا دی جاتی ہیں (ہائے ری سرمنی تیرے لئے بھی گھر رکھا ہوا تھا یہاں آتے کیا کمی تھی۔ تو کسی ایسے گھر میں پیدا ہوتی جہاں تیری ضرورت ہوتی وغیرہ وغیرہ) غرضیکہ گھر بھر کی تمام خوشی افسردگی سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ جو کوئی سنتا ہے اس معصوم کو دنیا میں گلہ کئے بغیر نہیں رہتا یہاں تک کہ وہ باپ بھی جو اس ننھی سی جان کو نیستی سے ہستی میں لانے کا باعث ہوا۔ جب اس کی پیدائش کی خبر سنتا ہے تو نہایت افسردہ دل ہو کر بحر تفکر میں غرق ہو جاتا ہے۔ اتنا رنج تو خدا خوف مردوں کی طرف سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ لیکن عوام تو اس گناہ کا واحد مجرم بیوی کی ذات کو سمجھ لیتے ہیں۔

بیٹی جننے والی ماں کا درجہ

چنانچہ اس کو فقط بیٹی جننے پر بیمار ہستی کو جو کہ ہر طرح اوپر والوں کی خبر گیری کی مستحق ہوتی ہے۔ جھوٹے منہ پوچھنا بھی اپنی ہتک سمجھتا ہے۔ مرد کی یہ بے اعتنائی دیکھکر اس کی ماں بہنیں بھی طرح طرح سے نیش زنی کرنے لگتی ہیں۔ کوئی پتھر سے تعبیر کرتی ہے۔ اور کوئی رستم ثانی جننے کا طعنہ دیتی ہے۔ غرضیکہ یہ ناکردہ گناہ ہستی ان تکالیف کے ایام کو نہایت ہی بے مزگی میں گذارتی اور اپنے وقار میں ایک معتد بہ کمی محسوس کرتی ہے۔ یہی وجہ ہوتی ہے۔ کہ بے لوث محبت رکھنے والی ماں بھی لڑکی کے جننے سے خدا کی پناہ مانگتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اگر بیٹے کی مبارک آرزو اس کے ساتھ وابستہ نہ ہو۔ تو شاید ہی کوئی ماں اس کو پیٹ میں نو ماہ اٹھانے اور جننے کی زحمت گوارا کرے

عورت بچپن میں

اس مظلوم کا یہ پرتپاک خیر مقدم یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ یہ سلوک زندگی کے ہر دور میں نمایاں نظر آتا ہے۔ چنانچہ جب یہ شیر خوارگی کا زمانہ ختم کرکے بچپن میں قدم رکھتی ہے۔ اور اپنی توتلی زبان سے باتیں کرکے اپنے بیگانے کا دل لبھاتی ہے۔ اس وقت اس کی ہر حرکت و سکون اور پاکیزہ ادائیں نہایت دلکش معلوم ہوتی ہیں۔ اس وقت ان حرکات سے متاثر ہو کر باپ بھائی یا دیگر بزرگوں کے نہایت پیار سے بھرے ہوئے یہ سوال اکثر سننے میں آتے ہیں کہ

”ننھی تم یہ بتاؤ کہ تمہیں مرنا کب ہے“ ”او تمہاری کلیجی نکالوں اور کووں کو ڈالوں“ اگر اسی طرز پیار سے کوئی بیٹے کو مخاطب کرے۔ تو گھر بھر اس کی کلیجی نکالنے اور کووں کو ڈالنے کیلئے تیار ہو جائے۔

غرضیکہ پرورش کے ہر شعبہ میں کیا بلحاظ خوراک و پوشاک اور کیا بلحاظ تعلیم و تربیت بہن بھائیوں کے مقابلہ میں کوئی درجہ نہیں رکھتی۔ جو باپ ہزار ہا روپیہ بیٹوں کی تعلیم و تربیت پر صرف کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ وہ اس کا عشر عشیر بھی لڑکی پر خرچ کرتے وقت تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اور معصوم لڑکی کو ہوش سنبھالنے کے ساتھ ہی عورت ہونے کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھنے لگتی ہے کہ دنیا کے اچھے اور دماغی قابلیتوں کے کام سب بھائیوں کے لئے ہیں۔ اور میرا دائرہ عمل گھر کی چار دیواری میں مقید رہکر برتن مانجھنا جھاڑو دینا۔ اور گھر کے دیگر کاروبار میں ماں کا ہاتھ بٹانا چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش میں ماں کی امداد کرنا ہے۔ اور بس۔ بڑی تیز فراست والی ہوئی تو ادھر ادھر سے دیکھ کر کوئی دستکاری کے ابتدائی نمونے سیکھ لئے اور بڑی جسارت والی ماں نے اردو لکھائی پڑھائی کی ابتدائی تعلیم دلوا دی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ان تمام فرائض میں ایسی مہارت پیدا کر لیتی ہے اور گھر کے کاروبار میں بیماروں کی تیمارداری باپ بھائیوں کی خدمت گزاری اس عمدگی سے سرانجام دیتی ہے۔ کہ وہ جسے پیدائش کے وقت پتھر سے تعبیر کیا گیا تھا اپنے اعمال سے موم بنکے دکھا دیتی ہے۔ صاحبزادے صاحب تو بسا اوقات عدول حکمی و اصرار کرتے نظر بھی آ جاتے۔ لیکن بیٹی کا دل ہمیشہ ہی محبت و فرمانبرداری کے جذبات سے لبریز ہوگا

عورت جوانی میں

اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ ماں باپ کو اس کی شادی بیاہ کا فکر دامنگیر ہوتا ہے۔ اس وقت اس ذی حس و فہم و فراست والی ہستی کی مثال بالکل اس بے زبان حیوان کے مشابہ ہوتی ہے۔ جس کی قیمت کا فیصلہ ہو جانے پر ایک کھونٹے سے کھولکر دوسرے کھونٹے پر باندھ دیا جاتا ہے۔ ماں باپ تو اپنے فرائض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ چاہے بیٹی ساری عمر دکھ بھوگے۔ یا جیتے جی دوزخ میں چلی جائے گو والدین اولاد کے سب سے بڑے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ لیکن انتخاب زوجین کی بنیاد وہی ایسے غلط اصول پر رکھی جاتی ہے۔ کہ اس کے لازمی نتائج برے نکلتے ہیں۔ کہیں تو صرف زر و مال کو نصب العین بنایا جاتا ہے۔ چاہے نوجوان لڑکی بوڑھے کے پلے ہی کیوں نہ باندھ دی جائے۔ کہیں ہڈی میں ہڈی ملانے کو ہی پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ چاہے لڑکی بڑی اور لڑکا چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ کہیں ایسے شخص کے گلے دوسری اور تیسری منڈھ دی جاتی ہے۔ جو کہ ایک بیوی اور چند بچوں کا بمشکل گذارہ چلانے کی مقدرت رکھتا ہے کہیں صرف وراثت کو دیکھکر لڑکی کو ایک نہایت ہی ناکارہ ہستی کے پلے باندھ دیا جاتا ہے۔ کہیں اپنے سے بہت اونچے خاندان میں دینے کا شوق پورا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ اور دیگر ایسے تمام حالات جو کہ انتخاب زوجین کے وقت مدنظر رکھے جاتے ہیں۔ انتخاب کا پورا حق ادا نہیں کر سکتے۔

عورت بحیثیت بیوی

ہزارہا ماؤں کی بیٹیاں خاندانوں کی ناموس اور بزرگوں کی لاج پال گئی اور پال رہی ہیں۔ زندگی کی یہ منزل عورت کیلئے سب سے زیادہ کٹھن منزل ہے۔ بارہا ایسا دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ ایک معزز خاندان کی لڑکی جو بظاہر تمام عیوب سے پاک خوش سیرت و خوب صورت تعلیم یافتہ نہایت ہی شریف اور شریفوں کی اولاد مگر جس کا شناخواں

ماں باپ جیسے نازاں زندگی کا یہ دورِ اول باحسن و خوبی گذار کر سسرالی زندگی میں قدم رکھتی ہے۔ مگر اس گھر کی خوخصلتیں طریق معاشرت طرز گفتگو بالکل اپنے گھر سے علیحدہ پاتی ہے وہ کوشش کرتی ہے۔ کہ اس گھر میں بھی اپنی ہر دل عزیزی کا سکہ بٹھائے۔ لیکن افسوس۔ کہ اس کی ادنےٰ ادنےٰ کمزوریوں اور معمولی معمولی لغزشوں پر جو کہ ہر انسان میں پائی جاتی۔ اور درگذر کی مستحق ہوتی ہیں۔ بڑی سخت گرفت کی جاتی ہے۔ اور بڑے بڑے معزز و سر بلند باپ بیٹیاں دیکر سرنگوں ہوتے۔ اپنی جگر گوشوں پر اپنی آنکھوں کے سامنے ظلم و ستم ہوتا دیکھتے ہیں۔ مگر دم نہیں مار سکتے۔ چنانچہ یہ بات بھی اس رشتہ کی تذلیل کی بین شاہد ہے۔ کہ سسر اور سالا بطور گالی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیٹی کی پیدائش پر ماں باپ اور دیگر بزرگ اس قدر لرزاں و ترساں ہوتے ہیں۔ کہ نہ معلوم اس کی پیدائش کے باعث کن کن لوگوں سے کیا کیا واسطہ پڑے گا۔

عورت بحیثیت بہو جب ایک نووارد لڑکی بہو کی حیثیت میں گھر میں داخل ہوتی ہے۔ تو گھر کی عورتیں یعنی ساس اور نندیں بجائے اس کے کہ اصلی خیر خواہی اور حقیقی محبت سے پیش آئیں۔ الٹی میاں بیوی کے قدرتی اُنس میں رخنہ اندازی کا باعث بنتی ہیں بہو کی کمزوریوں کو ظاہر کرنا اور خوبیوں کو چھپانا۔ میاں بیوی کے درمیان نفاق ڈلوانے کی تدبیر کرنا ان کا شغل بن جاتا ہے۔ بسا اوقات ماں کا اقتدار کام کر جاتا ہے۔ اور وہی لڑکی جس کو میکے میں چار چاند لگے ہوئے تھے۔ سسرال میں آتے ہی اس میں سو کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ پھوہڑ بدمزاج زبان دراز بدصورت بے سلیقہ بے طریقہ کے لقبوں سے ملقب ہو کر ناپسندیدگی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کی زندگی کو تلخ کر دیا جاتا ہے۔

(افضل بیگم اہلیہ بابو محمد عمر صاحب اوورسیر جہلمی)

انسپکٹر صاحب جالندھر ڈویژن کا شکریہ

مولوی نعمت اللہ خان گوہر بی۔ اے کا تقرر منیجر صاحب اسلامیہ ہائی سکول دسوہہ نے ماہ مئی ۱۹۲۷ء میں بعہدہ سکنڈ ماسٹری کیا۔ اور مولوی صاحب نے ۲۰ مئی کو حاضر ہو کر چارج لے لیا مگر ۳۱ مئی کو منیجر کی طرف سے انہیں نوٹس ملا۔ آپ کا تقرر ایجوکیشن کمیٹی نے منظور نہیں کیا۔ اس پر مولوی صاحب سکول میں یکم جون کی صبح کو نہ گئے۔ اور منیجر صاحب کے نام نوٹس بھیجا کہ کم از کم ایک ماہ کی تنخواہ دی جائے۔ لیکن کچھ جواب نہ ملا۔ ناچار انہوں نے انسپکٹر صاحب جالندھر

اسلام ہی مایوسی کا علاج ہے!

(۱)

صبح کا سہانا وقت ہے۔ دریا کا کنارا اپنی سرسبزی و شادابی کے باعث لوگوں کی چہل پہل کا موجب بن رہا ہے۔ پرندوں کی چہچہاہٹ بلبلوں کے نغمے۔ نسیم صبح کے جھونکے عجیب بہار دے رہے ہیں۔ خوشنما منظر پژمردہ دلوں کو شگفتہ اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچا رہا ہے۔ دنیاوی دلفریبی کے علاوہ صانع قدرت کی گوناگوں صنعتوں کا بھی عجیب نقشہ ہے۔ جونہی کہ آفتاب شرق سے ہویدا ہوا۔ ہجوم واژدہام منتشر ہوگیا۔ اور ایک ایک کر کے سب اپنے کاروبار کے لئے چلے گئے۔ مہرچند ابھی تک ایک گوشہ خلوت میں بیٹھا تفکرات کے سمندر میں غوطے کھا رہا ہے۔ سوچتے سوچتے اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ اور آنسوؤں کی قطار کے ساتھ اس کی چیخ نکل گئی۔ چند لمحوں تک ایک سناٹا چھایا رہا۔ آخر ایک خیال بجلی کی طرح اس کے تمام جسم میں سرایت کر گیا۔ اور وہ بے ساختہ پکار اٹھا۔ ”اگرچہ میری ماضی بالکل تیرہ و تاریک ہے اور میرا نامہ عمل سیاہ۔ میری غلط کاریاں میرے لئے بارِ گراں۔ مگر میرے پیدا کنندہ کی رحمت اور اس کی شفقت میری تسلی و اطمینان کا موجب ہے!“

اس خیال کے ساتھ ہی وہ تیز رفتاری سے ایک پنڈت صاحب کی طرف روانہ ہوا۔ اپنی پریشانی و اضطراب کی کل داستان ان کے گوش گذار کی۔ گناہوں کی ایک لمبی فہرست سن کر پنڈت صاحب برافروختہ ہوگئے اور غریب مہرچند کو قہر آلود نگاہ سے دیکھ کر فرمایا۔ ”ایشور ظالم نہیں کہ تم کو بلا سزا چھوڑ دے۔ تمہارا مختلف جونوں قالبوں میں جا کر سزا پانا ضروری ہے“

پنڈت صاحب کے اس فرمان نے آنے والے کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اس کا شگفتہ دل مرجھا گیا۔ اس نے عاجزی سے عرض کی۔ جناب ”بلا سزا چھوڑنا“ یا ”معاف کر دینا“ کیونکر ظلم ہو سکتا ہے۔ میں اپنی بدکرداریوں سے تائب اور اپنے گناہوں پر پشیمان اور شرمندہ ہوں۔ آئندہ برائی کا مرتکب نہ ہونگا۔ کیا میرے پرماتما کا رحم مجھ نابکار کو اپنے دامن میں نہیں لے سکتا۔

اس دردبھری آرزو کا جواب پنڈت صاحب نے نہایت کرخت لہجہ میں دیا۔ ”ایشور اپنے بھگتوں کے پاپ معاف نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر وہ پاپ معاف کرے۔ تو اس کا انصاف جاتا ہے“

اس مایوس کن جواب نے رہی سہی امیدوں پر بھی پانی پھیر دیا۔ مہرچند کا شیشۂ دل چور چور ہوگیا۔ وہاں سے اٹھ کر وہ اپنے مکان پر آیا۔ یاس و ناامیدی کی گھنگھور گھٹا اس کی زندگی کو تاریک و ناخوشگوار بنا رہی تھی۔ سچ ہے ”زندگی بامید قائم“۔ ابھی ابھی جو دل اپنے علاج کے لئے تگ و دو کر رہا تھا۔ اب اپنے آپ کو لا علاج تصور کر رہا ہے۔ اگرچہ پنڈت صاحب کے جواب نے اس پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ لیکن اس کی فطرت اس کو تلاش و رسائی پر مجبور کر رہی تھی۔ اس کی قلبی آواز بارہا پنڈت صاحب کے قول کی تردید کرتی تھی۔ اور اس کو امید کی جھلک دکھلا کر خالق فطرت کے آستانہ پر گراتی تھی۔

ایک دن اس کا گذر ایک گرجا کے پاس ہوا۔ لوگوں کی آمد و رفت دیکھ کر یہ بھی اندر چلا گیا۔ دیواروں پر رنگارنگ کی گلکاری نے چند منٹ تک اس کو محوِ حیرت کر دیا۔ اتنے میں ایک دراز ریش پادری صاحب نے لیکچر شروع کیا۔ نہایت فصیح و عالمانہ تقریر تھی۔ دوران لیکچر میں آپ نے فرمایا۔ ”خدا باپ بغیر بدلہ کے گناہ معاف نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ عادل ہے۔ اس لئے اس نے اپنے اکلوتے بیٹے کو ہمارے گناہوں کے عوض قربان کر دیا“

مہرچند کے مجروح دل پر اس فقرہ نے اور چرکا لگا دیا۔ بدلہ اور رحم کی اس انوکھی تاویل نے اس کو حیران کر دیا۔ اور اس وہمی کفارہ کی نوعیت اس کے نزدیک محض طفل تسلی تھی۔ وہ جس محبت کے منبع کے لئے سرگرداں تھا۔ اس کا دھندلا عکس بھی اسے اس جگہ نظر نہ آیا جو اپنے بیٹے کو بلاوجہ سزا دینے سے دریغ نہیں کرتا۔ اس سے کسی دوسرے کو کیا توقع ہو سکتی ہے۔ غرض وہ اسی ادھیڑبن میں منہمک گرجا سے نکل کر گھر کو روانہ ہوا۔ اس کی مغموم صورت اس کے باپ کرم چند کو ہمیشہ بے تاب رکھتی تھی۔ صبح ہی اٹھ کر وہ اپنے بیٹے کو ایک صوفی درویش کے پاس لے گیا۔ تاکہ اس سے کوئی تعویذ حاصل کرے۔ صوفی صاحب نے مہرچند سے سب کیفیت سنی اور مسکرا کر بولے ”بیٹا مت پریشان ہو۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً“ کہ میں تائب بندے کے سب گناہ معاف کر دیتا ہوں۔ کیونکہ میں ارحم الراحمین ہوں“

اس تسلی بخش اور اطمینان آمیز فقرہ نے مردہ دل کے لئے آبحیات کا کام دیا۔ مہرچند چونک اٹھا۔ اور اس نے کہا۔ کیا یہ ممکن ہے؟ صوفی صاحب نے فرمایا ”ہاں۔ ضرور“ لڑکے نے باپ سے کہا۔ ”بس میرا تعویذ تو مل گیا“ بیٹے کا پُر کیف قصہ سن کر باپ کی چنگاری محبت بھی مشتعل ہوگئی۔ آخر کچھ دنوں تک صوفی صاحب کے قول کی صداقت آزما کر دونوں اسلام کے حلقہ بگوش ہوگئے۔

(۲)

رام لال مدتہائے دراز سے مصائب و مشکلات کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ اس کے دونوں لڑکے ”آناً فاناً“ مر گئے۔ ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔ جو پس انداز کیا تھا۔ سب خرچ ہوگیا۔ بیماری گھر میں ڈیرے ڈالے پڑی تھی۔ چونکہ رام لال ایک مذہبی آدمی تھا۔ اس لئے وہ ان تمام تکلیفوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا رہا۔ قرضخواہوں کے بار بار کے تقاضے اس کی زندگی کو تلخ کر رہے تھے۔ اب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ وہ تنگ و

ناموس کی بے طرح بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ آخر اس نے ارادہ کر لیا۔ کہ میں خودکشی کر لوں۔ مگر اس سے پہلے وہ اپنے سب سے بڑے مذہبی لیڈر کے پاس گیا۔ اور اپنی درد بھری داستان سے ان کو آگاہ کر کے عرض کی۔ کیا ان مشکلات سے بچنے کے لئے کوئی راستہ ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ "یہ سب کرم انوسار ہے"۔ رام لال نے عرض کی۔ کیا پرارتھنا کے ذریعہ ان سے رہائی ممکن نہیں؟ پنڈت صاحب بولے "قانون قدرت کو تو ایشور بھی بدل نہیں سکتا"۔ رام لال قانون قدرت اور پرارتھنا کے فوائد پر کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ پنڈت صاحب نے یہ کہکر اس کی تسلی کرنی چاہی۔ "بیٹا صبر کرو۔ اب کوئی علاج نہیں"۔ یہ قول اس کے لئے ایک اور تازیانہ بن گیا۔ ایک احمدی جو دونوں کی گفتگو غور سے سن رہا تھا۔ بول اٹھا۔ کہ خدا کی قدرت کے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں۔ خدا تمہاری ہر مصیبت دور کر سکتا ہے۔ تم اس کے دروازہ کو کھٹکھٹاؤ۔ تا تمہارے لئے کھولا جائے۔ احمدی کی مفصل اور دلچسپ تقریر نے رام لال کی ڈھارس باندھ دی۔ اس نے اس کا عملی تجربہ چاہا۔ چند دن کے اندر اس کی گریہ و زاری اور آہ و بکا سے رحم کا سمندر جوش میں آیا۔ اور رام لال کے گرد مشتعل آگ کو بالکل ٹھنڈا کر دیا۔ حالات بدل گئے۔ غیب سے سامان پیدا کر دیئے گئے۔ رام لال جو کل تک اپنا علاج صرف خودکشی کو ہی سمجھتا تھا۔ اب خودکشی کو قطعی حرام یقین کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق اس قادر مطلق ذات سے ہو گیا ہے۔ جو قانون قدرت کی بھی مالک ہے۔ اور انسان اس کی قدرتوں کی کنہ کو نہیں پا سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اب رام لال دین محمد بن گیا ہے۔

(۳)

اللہ تعالیٰ کی تلاش انسانیت کی جزو اعظم ہے۔ تبت کا ایک درویش اس کی جستجو میں جنگلوں۔ دریاؤں اور صحراؤں کو عبور کرتا ہوا شمالی ہند میں پہونچتا ہے۔ وہ اپنے مطلوب کی تلاش اور اپنے محبوب کی ملاقات کے لئے بادیہ پیمائی کو معمولی شغل سمجھتا ہے۔ خاردار جنگل اس کے پاؤں کو زخمی کرتے اور مہیب اور خوفناک مقامات اس کے لئے بھیانک نظارے پیش کرتے۔ مگر وہ اپنی دھن کا پکا تھا۔ کوئی مشکل اس کے عزم کو متزلزل نہ کر سکی۔ کیونکہ وہ خدا کی شیریں آواز کو سننے کے لئے مجنون ہو رہا تھا۔ اسی اثنا میں اس کا گذر ایک شہر میں ہوا۔ اس کو تین مختلف آوازیں سنائی دیں۔ گھنٹی کی آواز۔ قرنا کی آواز۔ اذان کی آواز۔ اس نے ہر آواز کا پیچھا کیا۔ اور ان آواز دہندگان سے جا ملا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ سب انسان کو خدا کے دربار میں بلاتے ہیں

اس کے پادری صاحب اور پنڈت صاحب اور مولوی صاحب سے نہایت دلچسپی سے گفتگو کی۔ وہ چونکہ سچا عاشق تھا۔ اس لئے ادھر ادھر کی باتوں سے تسلی نہ پا سکا۔ اس نے ہر ایک سے یہی پوچھا۔ کہ کیا خدا تم سے ہم کلام ہوا ہے۔ یا ہو سکتا ہے۔ اور کیا میں اس کی شیریں اور روح افزا آواز سن سکتا ہوں۔ مولوی صاحب کے علاوہ وہ دونوں نے بالاتفاق کہا "خدا کا کلام آگے تھیں۔ بلکہ پیچھے رہ گیا ہے اب وہ آئندہ کسی سے ہم کلام نہ ہوگا"۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ خدا مجھ سے ہم کلام ہوا ہے۔ قرآن پاک کی اتباع سے آج بھی انسان شرف مکالمہ حاصل کر سکتا ہے۔ مولوی صاحب کا ارشاد اس کی مطلوبہ چیز تھی۔ اسی سے اس کے دل کو تسکین حاصل ہو سکتی تھی۔ وہ اسلام کا گرویدہ ہو گیا۔ اور نہ صرف روایات کے رنگ میں بلکہ مشاہدہ کی صورت میں زندہ خدا پر کامل یقین لایا۔ اور ابدی زندگی حاصل کی۔

خاکسار

العبد دتا جالندھری (مولوی فاضل)

باغ لگانے والوں کیلئے ضروری ہدایات

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پنجاب کے باغات میں بالعموم اس اہم غلطی کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ کہ درخت ایک دوسرے سے بہت قریب لگائے جاتے ہیں۔ ایسے باغات دراصل منافع بخش ہونے کی بجائے ایسے جراثیم کی نشو و نما کے لئے ایک گہوارہ بن جاتے ہیں۔ جو درختوں کے لئے تباہ کن ہیں۔ جب درختوں کے درمیان کافی فاصلہ نہ ہو۔ تو ان کی شاخیں پھیلنے سے رک جاتی ہیں۔ ان میں آفتاب کی روشنی نہیں پہونچ سکتی۔ اور ہوا کا گذر نہیں ہو سکتا۔ اگر تیز ہوا چلے تو بلند درخت اس کی تاب نہیں لا سکتے پھل چننے۔ شاخوں کو تراشنے اور ان پر دافع زہر ادویات چھڑکنے میں بھی مشکل واقع ہو جاتی ہے۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ درخت کے پتے درحقیقت اس کی نشو و نما کا ذریعہ ہیں۔ پتے جتنے زیادہ ہوں گے۔ درخت کو اتنی ہی زیادہ خوراک پہونچیگی۔ تنہ زمین سے اپنی خوراک حاصل کرتا ہے۔ اور انہیں پتوں تک پہنچاتا ہے۔ ہوا اور روشنی کے عمل سے پتے اس خوراک کو تیار کرتے ہیں۔ اور درخت کی پرورش کے لئے اس خوراک کو تمام حصوں تک پہنچا دیتے ہیں جس طرح ایک کمزور انسان مختلف امراض کا بہت جلد شکار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بلند درخت کم پتے رکھنے کی وجہ سے مختلف بیماریوں کے حملہ کی تاب نہیں لا سکتا اگر درخت ایک دوسرے سے بہت قریب واقع ہوں اور ان میں سے ایک درخت بیماری میں مبتلا ہو جائے۔ تو اس کا متعدی اثر بہت جلد دوسرے درختوں میں پھیل جاتا ہے۔ گنجان درختوں کی صورت میں ایک اہم دقت یہ واقع ہو جاتی ہے کہ ان کی وجہ سے زمین پر آبپاشی کے بعد رطوبت قائم رکھنے اور فضول پودے اکھیڑنے کی غرض سے ہل چلانا نہایت دشوار ہوتا ہے۔ صرف ہاتھ سے "گوڑی" کی جا سکتی ہے۔ جو بالکل ناکافی ہے۔ مزید برآں زمین کا خاص رقبہ درختوں کی خاص تعداد کے لئے تو خوراک بہم پہنچا سکتا ہے۔ اگر یہ تعداد حد اعتدال سے تجاوز کر جائے تو ان کی نشو و نما کافی پیمانہ پر نہیں ہو سکتی۔ اور مالک کو فالتو درختوں پر بے ضرورت روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اگر درختوں کی کافی پرورش نہ ہو تو ان کا پھل اعلیٰ پیمانہ نفاست و رنگینی کے لحاظ سے بہت غیر اطمینان بخش ثابت ہوتا ہے۔

باغ کو اقتصادی طور پر نفع آور اور ظاہری طور پر خوشنما بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ درختوں کو بہ خط مستقیم لگایا جائے۔ درختوں کو ترتیب دینے کے تین طریقے ہیں۔ (الف) مربع یا مستطیل طریق (ب) مخمس (ج) مساوی الاضلاع مسدس۔

(الف) مربع یا مستطیل طریقہ:۔ اس میں تمام قطاریں زاویہ قائمہ بناتی ہیں۔ اس کے خلاف صرف یہ دلیل دی جا سکتی ہے کہ چونکہ اس میں تمام درختوں کے مابین یکساں فاصلہ نہیں ہوتا اس لئے مربع کے مرکز میں تھوڑی سی زمین خالی رہ جاتی ہے۔

(ب) مخمس:۔ یہ طریقہ مذکورہ بالا نقص کو رفع کرنے کی غرض سے استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی اس میں مربع کے مرکز میں پانچواں درخت لگایا جاتا ہے۔ اس طریقہ سے درختوں کی تعداد قریباً دگنی ہو جاتی ہے۔ لیکن قطاروں کے درمیان فاصلہ نصف رہتا ہے یہ طریقہ اس صورت میں موزوں ہوگا۔ جب ناشپاتی جیسے قلیل العمر درخت آم جیسے طویل العمر درختوں کے درمیان عارضی طور پر لگائے جائیں۔ جونہی یہ عارضی درخت مستقل درختوں کی نشو و نما میں مخل ہونے لگیں۔ ان کو اکھیڑ ڈالنا چاہیئے۔

(ج) مساوی الاضلاع مسدس:۔ یہ طریقہ سب سے مشکل ہے۔ اس میں یہ فائدہ ہے۔ کہ درختوں کا درمیانی فاصلہ یکساں رہتا ہے۔ اور کاشت تین مختلف سمتوں میں ہو سکتی ہے۔ اور ان میں مربعہ طریقہ کی بجائے ۱۵ فیصدی زیادہ درخت لگائے جا سکتے ہیں۔

اشتہارات

احباب کرام مندرجہ ذیل باتوں کو پوری توجہ اور غور سے پڑھیں

اے قوم کے دردمندو!

اگر آپ مسلمانوں کو باعزت و خوشحال دیکھنے کے متمنی ہیں۔ تو پھر ضروری ہے۔ کہ حضرت اقدس کے لیکچر شملہ کی مقدور بھر اشاعت کریں۔ کیونکہ اس میں حضور انور نے وہ تمام گُر بتلائے ہیں۔ جن پر عمل کرکے مسلمان یقینی طور پر ملک میں عزت و بزرگی کی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ قیمت فی نسخہ ۳ر۔ مگر تقسیم کرنے والوں کو ایک روپیہ میں سات نسخے ملیں گے۔

اپنی قوم کی غلط فہمیاں دُور کردو!

اور اس کا سہل علاج یہ ہے۔ کہ آپ لوگ چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے کی مرتبہ کتاب **جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات** زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر سمجھدار مسلمانوں میں تقسیم کریں تاکہ اسے پڑھکر انہیں معلوم ہو۔ کہ جس قوم کو مولویوں کے بہکانے سے دشمن اسلام سمجھا جاتا ہے۔ اس نے اسلام کی کس قدر شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ کہ جس کا اقبال اشد ترین مخالفوں کو بھی کرنا پڑا ہے۔

حجم ۸۰ صفحہ۔ قیمت ۵ر۔ مگر تقسیم کرنے والوں کو ایک روپیہ میں تین نسخے ملیں گے۔

قرآن پڑھنا آسان ہوگیا!

اس مژدہ جانفزا کی اگر آپ تصدیق کرنا چاہیں۔ تو اس کے لئے آپ کو **اسباق القرآن حصہ سوم** منگوا کر دیکھنا چاہیئے۔ تاکہ آپ کو معلوم ہوجائے۔ کہ اس کے مصنف نے اردو دانوں کو باترجمہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے استاد کی ضرورت سے بے نیاز کردیا ہے۔

قیمت حصہ اول ۸ر۔ حصہ دوم ۱۲ر۔ حصہ سوم ۱؎ر

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

چونکہ یہ مقولہ ایک حقیقت ہے۔ اس لئے محبانِ مہدی علیہ السلام کو چاہیئے۔ کہ وہ **سیرت المہدی حصہ دوم** کو ضرور منگا کر پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیں۔ تاکہ انہیں اس میں ذکر کئے گئے حالات پڑھکر وصل حبیب کا سا مزا آجائے۔ کیونکہ اس میں جن واقعات کو قلمبند کیا گیا ہے۔ وہ آنکھوں دیکھی باتیں ہیں۔ جن میں غلطی یا مبالغہ کا کوئی دخل نہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس کے پڑھنے سے پیارے مہدی کی پیاری زندگی کا پیارا نظارہ آنکھوں کے سامنے آکر دل میں سرور اور آنکھوں کو نور بخشتا ہے۔

حجم تقریباً دو سو صفحہ قیمت بلا جلد ۱؎ر۔ مجلد ۱؎ر

قوم کے نوجوانوں کیلئے بیش بہا تحفہ

جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے خاص نوجوانوں ہی کے لئے کئی ماہ کی مسلسل محنت شاقہ کے بعد **ہمارا خدا** کے نام سے تیار کیا ہے۔ جس میں سادہ اور نہایت ہی معقول دلائل سے ہستی باریتعالیٰ پر بحث کرتے ہوئے ان تمام وساوس کا ازالہ کردیا ہے۔ جو ان دنوں جھوٹے فلسفہ کے باعث اندر ہی اندر نوجوانوں کے دل مسموم کررہے ہیں۔ امید ہے۔ کہ نوجوانان قوم اس مفید تصنیف کو اپنائینگے۔ اور اس کے دلائل کو ذہن نشین کرکے اپنے غیر احمدی اور غیر مسلم دوستوں کو بھی اس سے مستفید کرینگے۔

حجم تقریباً پونے دو سو صفحے۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔ مجلد ۱؎ر

چھ نئے ٹریکٹ ضرور پڑھیئے!

جو آریوں کے اس دعوے کی تردید میں لکھے گئے ہیں۔ کہ وید الہٰی گیان ہے کیونکہ اس میں آریہ سماج ہی کی مسلمہ کتابوں کے حوالوں سے ثابت کردیا ہے کہ وید خدا کا کلام نہیں۔ بلکہ رشیوں کی تصنیف ہیں۔ قیمت فی ٹریکٹ ۱ر مگر تقسیم کرنے والوں کو ۱؎ر فی سینکڑہ کے حساب سے ملیں گے۔

دُوسری قوموں کے عمل کو دیکھو!

کس طرح وہ اپنی قومی۔ ملکی اور مذہبی یادگاروں کے محفوظ رکھنے کی دل و جان سے سعی کرتی ہیں۔ سب کا ذکر غیر ضروری ہوگا۔ آریہ سماج کی شتابدی کے جلسہ متھرا ہی کو دیکھ لو۔ آریوں نے کس طرح اس ایک واقعہ کی تفصیل وار روئداد قلمبند کرکے چھپوادی جسے ہر ایک سماجی نے خریدا۔ اور آنے والی نسلوں میں دھرم سیوا کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے بطور یادگار محفوظ بھی کرلیا۔

کیا احمدی قوم آنے والی نسلوں کے لئے

اپنی ان بہترین مساعی اور قابل صد افتخار تبلیغی کارناموں کی یادگار محفوظ رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتی جو مرکز تثلیث (لنڈن) میں خدائے وحید کا نام بلند کرنے کے لئے انجام دئے گئے۔ چونکہ احمدی قوم بھی ایک زندہ قوم ہے۔ اس لئے اس کے ہر ایک فرد کو **تاریخ مسجد فضل لنڈن** کی ایک ایک جلد خرید کر نہ صرف اپنے لئے بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی محفوظ کرلینی چاہیئے۔ جس میں کہ انگلستان وغیرہ میں تبلیغ اسلام کی بالتفصیل رپورٹ درج کی گئی ہے۔ یہی نہیں۔ بلکہ سینکڑوں روپیہ صرف کرکے ہر ایک ضروری عمارت اور قابل یادگار واقعہ کے فوٹو بھی جمع کئے گئے ہیں۔ جن کو دیکھکر یورپ میں احمدیوں کی گرانقدر تبلیغی خدمات کا نقشہ پوری طرح آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے

حجم ۱۳۰ صفحہ۔ تختی بڑی۔ سنہری جلد۔ ۲۲ نہایت ہی نفیس ولائتی طرز کے فوٹو۔ لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ دیدہ زیب۔ مگر باوجود ان خوبیوں کے قیمت بلا جلد ۱؎ر۔ مجلد ۱؎ر

چند دوسری نئی کتابیں

مشاہدات عرفانی ۸ر۔ حیات ناصر ۱۰ر۔ جان پدر ۱۰ر۔ سیرت مسیح موعود ہر سہ حصہ ۱؎ر

علاوہ ازیں سلسلہ احمدیہ کی تائید میں آج تک جس قدر بھی کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ وہ آپ کے قومی بُک ڈپو سے مل سکتی ہیں۔ ضرورت مند اصحاب مندرجہ ذیل پتہ پر خط لکھیں۔

بُک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

اکسیر البدن آپ کو نئی زندگی دے گی

بے شک لوگ اشتہاری دنیا سے بدظن ہیں۔ مگر دوستو! پانچوں انگلیاں یکساں نہیں۔ ایمانداری دنیا سے مفقود نہیں ہو چکی۔

جس طرح ہمارے شہرہ آفاق موتی سرمہ رجسٹرڈ نے اپنے اثر مسیحائی کی وجہ سے پبلک کو گرویدہ بنا لیا ہے۔ ٹھیک اُسی طرح ہماری ساختہ اکسیر البدن رجسٹرڈ بھی اپنے جادو اثر کی وجہ سے دن بدن لوگوں کے دلوں پر اپنا قبضہ جما رہی ہے۔ جس نے اس اکسیر کو ایک دفعہ بھی استعمال کیا۔ وہ گویا ہمیشہ کے لئے ہمارا زندہ اشتہار بن گیا۔ چنانچہ:-

جناب مراد بخش صاحب قلائی کور کوہاٹ سے لکھتے ہیں۔ کہ "جب سے اکسیر البدن کا استعمال شروع ہے۔ پٹھوں میں جو درد کی شکایت تھی۔ رفع ہو گئی ہے۔ سستی میں کمی ہے۔ دماغ میں اٹھتے وقت جو چکر آتا تھا۔ جاتا رہا ہے۔ دماغی کمزوری دن بدن دور ہو رہی ہے۔ پہلے درد کمر بہت رہتا تھا۔ اب دو روز سے بالکل آرام ہے۔ پیٹ میں جو گڑگڑاہٹ تھی۔ وہ جاتی رہی۔ اب تو بھوک خوب لگتی ہے"

اس سے بڑھ کر اور کیا جادو اثر ہو سکتا ہے۔ اسی کو تو اکسیر کہتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنی پیاری صحت کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دیں جس سے آپ نئی زندگی حاصل کریں گے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک ۸؍

ملنے کا پتہ:- منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

سرورِ عالم - حیات طیبہ رسول عربی ﷺ

اسلامی جرائد و رسائل اور ارباب علم و فضل کا یہ متفقہ فتویٰ ہے۔ کہ اس کتاب نے سرزمین مولود میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے۔ اختصار و جامعیت کا فقید المثال مجموعہ ہے۔ کاغذ۔ لکھائی چھپائی۔ نہایت دیدہ زیب۔ قیمت ۱۲؍ - انا بشر رسول اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ میں ان لوگوں کے لئے جو پیروں کو ارباباً من دون اللہ بناتے ہیں ایک درس عبرت قیمت ۱؍ - بشارت عظمیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح حیات کا ایک دلکش مرقع معہ ۱۶ تصویر حضرت صاحب قیمت ۶؍ - ان ہر سہ کتب کی دو دو کاپیوں کے خریدار کو ایک ایک جلد براہین قاطعہ ۵۲ صفحہ - صراط مستقیم ۲۸۲ صفحہ - جن کی فاضلانہ بحثیں ایک قسم کے انکشافات ہیں۔ مفت نذر ہوں گی۔

ناظم دار التصنیف کپور تھلہ

ضروری اعلان

میں عنقریب تجارتی اغراض کے لئے جنوبی اور شرقی ہندوستان کے دورہ پر روانہ ہونے والا ہوں۔ اگر آپ اپنی اشیاء کی فروخت۔ تقسیم لٹریچر۔ اور دیگر امور کے لئے معمولی کمیشن پر فائدہ اُٹھانا چاہیں۔ تو مجھ سے خط و کتابت کریں +

شیخ عبد القیوم کمرشل ٹریولر۔ احمدیہ بلڈنگ بٹالہ۔ ضلع گورداسپور

الفضل میں اشتہار دینے کا بہترین موقع ہے

اجرت اشتہار منگوا کر ضرور فائدہ اُٹھائیں +

مشین سویاں (نو ایجاد)

پیتل کی خوبصورت پالش شدہ پائیدار منٹوں میں سیروں نفیس و لذیذ رومانی سویاں تیار کرنے والی نو ایجاد

مشین سویاں (نو ایجاد)

نقشہ نو ایجاد مشین سویاں

(۱) مشین پیتل معہ چھلنی دو عدد سوراخ ۱ و ۲ قیمت ۸؍ - علاوہ محصول ڈاک وغیرہ

(۲) مشین لوہا معہ دو عدد چھلنی و چابی قیمت ۱۲؍

(۳) " " " " " " قیمت ۸؍

حوالہ اخبار ضرور دیں۔ پتہ صاف و خوشخط

جدید کارخانہ مشین سویاں محلہ دار العلوم قادیان

بہروں کی شنوائی کا سامان

بہت لوگ بالخصوص وہ جو بہرے ہیں۔ یا جن کے دماغوں میں غوغہ محسوس ہوتا ہے۔ یا ناک میں آواز آنے کی بیماری ہے۔ یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوں گے۔ کہ حال ہی میں ایک چھوٹا اور نہایت ہی مفید آلہ ان بیماریوں کے مستقل علاج کے لئے دریافت ہوا ہے۔ جسے ٹٹی ٹس کہتے ہیں۔ اس آلہ کے ذریعہ اس وقت تک سینکڑوں ان بیماریوں کے شدید اور لاعلاج بیمار شفا پا چکے ہیں اگر کوئی ان بیماریوں کا مبتلا مزید معلومات اس آلہ کے متعلق حاصل کرنا چاہے۔ تو سکرٹری سے خط و کتابت کرے جو خوشی سے ان کو مکمل معلومات معہ مستند دلائل اور انواع و اقسام کے نوٹسوں کے بہم پہونچائے گا۔ بیرقیمتی وقت بچانے کے لئے یہ آلہ معہ ضروری سامان اور ادویات کے ۹ روپیہ کا منی آرڈر آنے پر ہر پتہ پر بھیجا جا سکتا ہے۔ فرمائش کے وقت اس اخبار کا حوالہ ضرور دیں +

پتہ:- Larmalene Co: Deal Kent England

ہندوستان کی خبریں

—— کوئٹہ ۱۳- فروری - نوشکی اور کشتنگی کے درمیان چار گھنٹے مسلسل بارش کی وجہ سے ایک پہاڑ گر پڑا ہے - چنانچہ ریلوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بالکل مسدود ہو گیا ہے - علاوہ ازیں کئی مقامات سے ریلوے لائن بہہ گئی ہے ۔

—— ۱۰- فروری کو ۱۱ بجے کے بعد ارکان کمیشن میرٹھ تشریف لائے - کچہری تحصیل میں مقدموں کی کارروائی سنتے رہے - انہوں نے بازار بھی دیکھا - اور نانک چند ہائی سکول کا معائنہ کیا - یہاں سے فارغ ہو کر کمیشن سردھنہ گیا - اور وہاں سے ۵ بجے شام کے قریب بذریعہ موٹر دہلی واپس چلا گیا ۔

—— دہلی ۱۳ر فروری - ہندوستان میں سب سے پہلا کرنسی نوٹ طبع کیے جانے کی تقریب ۱۰ اپریل میں بمقام ناسک روڈ منائی جائے گی - سر بی - این مترا اس تقریب کا افتتاح کریں گے حکومت سندھ کی طرف سے ارکان کونسل و اسمبلی کے علاوہ سر کردہ راہنماؤں کو بھی دعوت شمولیت دی جائیگی ۔

—— پشاور - ۹ر فروری - سرحد پار کے علاقہ تیراہ کے ملا محمود اخوندزادہ کا لڑکا ملا عبد الخالق بدلے ہوئے بھیس میں پشاور چھاؤنی کے ریلوے اسٹیشن پر گرفتار کیا گیا ہے - معلوم ہوا ہے - کہ عبد الخالق ہندوستان کے مختلف شہروں میں پھرتا رہا ہے اور اپنے خفیہ مقاصد کے لئے خفیہ طور پر کام کرتا رہا ہے - اس کے قبضہ سے بہت سے کاغذات اور نقد روپیہ برآمد ہوا ہے ۔

—— لاہور ۱۴- فروری - لاہور ہائی کورٹ کے بنچ مشتملہ آنریبل مسٹر جسٹس براڈوے و جسٹس ظفر علی کے اجلاس میں ایک انگریز کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا - ملزم کے خلاف الزام یہ تھا - کہ وہ ۱۹ر جون ۱۹۲۷ء کی رات کو جتوگ میں شملہ کے ایک مالی مسمی کھیلو کی جھونپڑی میں داخل ہوا - مالی اپنی عورت کے پاس تھا - اس نے ملزم کو باہر دھکیلا - ملزم نے غصہ میں آکر اسے پتھر سے مارا - جو کہ اس کے ماتھے میں لگا - شور و غل ہونے سے ایک دو انگریز خواتین وہاں پہونچ گئیں - ملزم ایک درخت کے پیچھے جا چھپا - مجمع نے اسے گرفتار کر لیا - بیان کیا جاتا ہے کہ مالی مذکور اسی چوٹ سے مر گیا - پولیس نے ملزم کا چالان کر دیا - مسٹر ہلٹن سشن جج انبالہ نے بامداد جیوری مقدمہ کی سماعت کی - جیوری نے متفقہ طور پر ملزم کو بے گناہ قرار دیا - مگر سشن جج نے جیوری سے اختلاف کرتے ہوئے معاملہ عدالت العالیہ میں بھیجدیا - آج عدالت العالیہ کے بنچ نے ملزم کو مجرم قرار دیتے ہوئے تین سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی ۔

—— لاہور ۱۴ر فروری - تیس لاکھ روپے کا ہیرا جو ایک پٹھان نے چھ ہزار کو فروخت کیا تھا - اور جس کی رپورٹ تھانہ ٹبی میں ہوئی تھی - خریدار نے اُسے امپیریل بنک میں ڈیپازٹ کرا دیا تھا - آج اس کا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا - لالہ کندن لال کورٹ انسپکٹر نے اس بات پر زور دیا - کہ اس ہیرے کا کوئی دعویدار نہیں ہے - اس لئے اسے سرکاری مال سمجھا جائے - عدالت نے فیصلہ کیا - کہ مال مسروقہ اور کاغذات متعلقہ پولیس کے مال خانہ میں رکھے جائیں خفیہ پولیس مصروف تفتیش ہے ۔

—— بمبئی ۱۴ر فروری - معلوم ہوا ہے - کہ براڈکاسٹنگ کمپنی نے فیصلہ کر لیا ہے - کہ بمبئی اور کلکتہ کے درمیان جو خبر رسانی کا سلسلہ شروع ہے - یکم مارچ کو بند نہ کیا جائے بلکہ بدستور جاری رکھا جائے - البتہ کام کے اوقات میں کسی قدر تبدیلی کی جائے گی ۔

—— نئی دہلی ۱۴ر فروری - سرکاری اعلان شائع ہوا ہے کہ آج صبح راؤ بہادر ایم - سی راجہ - ایم - ایل - اے - جو اسمبلی میں اچھوت اقوام کے نمائندے ہیں - شاہی کمیشن کے پاس تشریف لے گئے - کمیشن نے دوسرے معاملات کے متعلق جو اعلان شائع کیا - اس کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر راجہ کے مطالبات کی بھی تائید کی ۔

۶ فروری کا مکتوب شائع ہونے کے بعد ہندوستان کے تمام حصوں سے خوشنودی کے پیغامات کثیر تعداد میں موصول ہوئے ہیں اس اعلان کی تصدیق کی گئی ہے - اور ظاہر کیا گیا ہے - کہ ملک کمیشن کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہے ۔

—— لاہور ۱۵- فروری - کل نارنگ کے اسٹیشن پر نوکروں کے ڈبے میں ایک مسافر سوار ہونے لگا - تو اندر ایک سکھ بیٹھا ہوا تھا اس نے مسافر کے ہاتھ پر کرپان کا وار کیا - جس سے اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا - پاس ہی شجاع الدین ٹی - ٹی کھڑا تھا - اس واردات کو دیکھ کر گاڑی کے پائدان پر چڑھ کر سکھ مسافر سے وجہ دریافت کرنے لگا - جواب میں اس نے ٹی ٹی پر بھی کرپان کا وار کیا - جس سے بیچارے کا گلا کٹ گیا - اور وہیں گر کر جان بحق تسلیم ہو گیا - ساتھ کی گاڑی میں ایک تحصیلدار - افسر مال اور ریلوے ڈاکٹر سوار تھے جو شور سن کر باہر نکل آئے - قاتل بھی دو کرپانیں ہاتھ میں لئے ہوئے باہر نکل آیا - اور افسروں کو بھی قتل کی دھمکیاں دینے لگا - تحصیلدار نے پاس کے گاؤں سے ایک بندوق اور پستول کے لائسنسدار کو بلوایا - بندوق والے نے جو خود بھی سکھ تھا - ہمدردی کا اظہار کر کے دھوکے سے اُسے گرفتار کر لیا ۔

—— کراچی ۱۴ر فروری - ہز ہائینس نواب خیرپور اور ان کے وزراء کے درمیان کچھ اختلاف رونما ہو گیا ہے معلوم ہوا ہے - کہ نواب صاحب اپنا معاملہ پھر حکومت بمبئی کے سامنے پیش کرنے والے ہیں ۔

—— نئی دہلی ۱۵ر فروری - شاہی کمیشن کے متعلق ذیل کا سرکاری اعلان مسٹر ریمزے میکڈانلڈ سابق وزیر اعظم برطانیہ کی طرف سے موصول ہوا ہے - جو برطانی حزب العمال کے صدر ہیں - یہاں عام طور پر خیال ہے - کہ اگر آپ کے کمیشن کے راستہ میں کوئی رکاوٹ پیدا کی گئی - تو لیبر گورنمنٹ ایک نیا کمیشن بھیجے گی - آپ کو اس حقیقت کا علم ہے - کہ کمیشن نے جو طریق عمل اختیار کیا ہے - اس پر جماعت حزب العمال کو پورا پورا اعتماد ہے ۔

—— ۱۴- فروری - نئی دہلی - جو وفد سر جان سائمن صدر آئینی کمیشن کی خدمت میں حاضر ہوا تھا - اس میں حسب ذیل حضرات شامل تھے سر ذوالفقار علی خان - سر عبد القیوم - مسٹر یامین خان - مسٹر کبیر الدین احمد مسٹر شاہ نواز - مسٹر محمد نواز - مسٹر غزنوی - مسٹر عبد الحی - مسٹر انوار العظیم مسٹر حسن شاہ - مسٹر داگھن - مسٹر بھاٹو - مسٹر اشرف الدین - مسٹر اسمٰعیل چودھری مسٹر رفیق - وفد مذکور نے کمیشن کے سامنے نیابت جداگانہ تقسیم صوبجات از سر نو - صوبہ سرحدی اور بلوچستان میں رواج اصلاحات پر بہت زور دیا ۔

—— دہلی ۱۳- فروری - معلوم ہوا ہے - کہ جب ایس - آر داس رخصت پر جائیں گے - تو ان کی جگہ - سر بی - این مترا کو لاء ممبر بننے کی دعوت دی جائے گی ۔

—— دہلی ۱۵- فروری - لالہ کشن دیال صاحب وکیل نے میونسپل ہال دہلی میں سوامی شردھانند جی کی تصویر لگانے کا ریزولیوشن جو میونسپل کمیٹی میں پیش کرنے کے لئے بھیجا تھا - اس کو مسٹر جانسن چیئرمین میونسپل کمیٹی نے اپنے خاص اختیارات سے روک دیا ہے ۔

—— کراچی ۱۴ر فروری - مسٹر برٹ ہنکلر آج کراچی کے اڈا ہوائی جہازاں پر اُترے - آپ نے فرمایا - کہ میں نے جس دن سے جاسک سے پرواز کیا ہے - موسم نہایت خوشگوار ثابت ہوا ہے - ہوا باز نے لنڈن سے ہندوستان کا سفر صرف ۷ دن میں طے کیا ۔

—— نئی دہلی ۱۶ر فروری - مسٹر ہرچند رائے وشن داس سخت بیمار تھے - لیکن سائمن کمیشن کی قرارداد کے متعلق رائے دینے کے لئے آج صبح حاضر ہو گئے - لیکن بعد از دوپہر انتقال کر گئے - یہ خبر سُن کر صدر اسمبلی نے اجلاس شنبہ کی صبح تک ملتوی کر دیا ۔

—— امرتسر ۱۵- فروری - سکھوں کی مرکزی مجلس کا عام اجلاس راجہ سانسی میں منعقد ہوا - آنریبل سردار جگیندر سنگھ وزیر زراعت بھی موجود تھے - قرار پایا - کہ سر جان سائمن اور ان کے رفقاء کو خیر مقدم کا تار بھجوایا جائے - اور لکھا جائے - کہ جب سے اصلاحات نافذ ہوئی ہیں سکھ قوم اپنے مطالبات کو پیش کرنے اور تاریخی اور سیاسی اہمیت کے لحاظ سے ان کا تصفیہ کرانے کے موقعہ کا انتظار کرتی رہی ہے ۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ کے فرمودہ درس قرآن شریف سے نوٹ

قطع نظر اس سے کہ خدا کا نام اس کی زبان پر آئے یا نہ آئے۔ تو یہ حالت ذکر اللہ میں شامل ہوگی۔ اور یہی ذکر اللہ اصل ذکر اللہ ہے۔ باقی یہ کہ نیچے ہوں۔ اولاد ہو یا انسان مالدار ہو جائے تو نماز چھوڑ دے۔ اس سے بڑھ کر کیا کمینہ پن ہو سکتا ہے۔ کیونکہ نماز تو ایک قومی نشان ہے۔ اور قومی کیریکٹر ہے۔ جو شخص قومی نشان چھوڑ دیتا ہے۔ وہ تو انسان بھی کہلانے کا مستحق نہیں رہتا۔ قومی کیریکٹر اور قومی آداب کی حفاظت ایسا مسئلہ ہے جس پر آج کل چوہڑے بھی کاربند ہیں۔ پس ذکر اللہ سے قلبی علاقہ اور تعلق مراد ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے ساتھ ہو۔ جس کی وجہ سے ہر کام پر دل میں سوال پیدا ہو۔ کہ یہ کام خدا کے لئے کرنا یا نہیں کرنا چاہیئے۔ جب انسان کا باطنی تعلق خدا تعالےٰ سے جاتا رہے تو ایسا انسان کامیاب نہیں ہو سکتا ؞

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۝

اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی پر موت آجائے۔ یعنی پیشتر اس کے کہ اس خرچ کرنے کا تمہارے لئے کوئی فائدہ باقی نہ رہے اسوقت وہ کہے گا اے میرے ربّ تو نے کیوں نہ مجھے اجل قریب تک مہلت دی۔ کہ میں صدقہ کرتا۔ اور صالحین میں سے ہو جاتا۔ یعنی موت کے بعد کی زندگی کو صحیح طور پر چلانے کی قابلیت پیدا کر لیتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کچھ تم کو دیا ہے۔ اس سے خرچ کرو۔ یہ شرط نہیں کہ روپیہ اور مال ہو۔ تو وہی خرچ کیا جائے۔ جو چیز تمہارے پاس ہے۔ وہ خرچ کر سکتے ہو۔ مثلاً خشیت اللہ ہے۔ تقویٰ و طہارت ہے۔ علم اور عقل ہے۔ ان کو خرچ کرنا چاہیئے۔ بلکہ درحقیقت یہی چیزیں زیادہ خرچ کی جاتی ہیں ؞

موت سے صرف ظاہری موت ہی مراد نہیں۔ کیونکہ موت اپنی ذات میں کوئی ڈرانے والی چیز نہیں۔ اس سے مراد تعطل صفات ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم خرچ کرو قبل اس کے کہ تمہاری صفات معطل ہو جائیں۔ تم میں خرچ کرنے کی طاقت ہی نہ رہے یا خرچ کی ضرورت نہ رہے۔ مثلاً یہاں دنیا میں کسی کے پاس اتنے علوم ہوں۔ کہ وہ آسمان و زمین پر حاوی ہو جائے۔ تو بھی اس کی اپنی ذات کی طرف ہی فائدہ لوٹیگا۔ کیونکہ یہاں ہر شخص مدنی الطبع ہے ؞

لیکن اگلے جہان میں تمام فیوض اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست ملیں گے۔ گویا ہر شخص کو مقام نبوت حاصل ہوگی۔ اس لئے وہاں خرچ کرنے کی ضرورت نہ ہوگی ؞

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور اللہ تعالیٰ ہرگز کسی نفس کو ڈھیل نہیں دیگا۔ جب اسکی اجل آجائے گی۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے ؞

اس کے یہ معنے نہیں کہ موت حیات کے لئے کوئی وقت مقرر ہے۔ جو آگے پیچھے [illegible] ہو سکتا۔ کیونکہ قرآن کریم اور حدیث اور پہلی کتب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی [illegible] خدا تعالیٰ اپنے قوانین کے ماتحت چھوٹی بھی کرتا ہے۔ اور لمبی بھی کرتا ہے۔ مثلاً تمام [illegible] اور خونریز لوگ بعض لوگوں کی عمر کے چھوٹے کرنے کا موجب ہو جاتے ہیں۔ پھر عمر کے [illegible] اور بڑا کرنے میں ماؤں کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ انسان خود بھی دخل رکھتا ہے۔ یہاں [illegible] یہ ہے۔ کہ جب قضاء خاص جاری ہو جاتی ہے۔ کہ فلاں کو ضرور مار دینا ہے۔ تب [illegible] نہیں ٹل سکتی۔ مثلاً ایک شریر انسان ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی خاص قضا جاری ہوتی ہے۔ کہ اب یہ دنیا میں رہنے کے قابل نہیں رہا۔ اس کا دنیا میں رہنا مضر ہے۔ یا نیک انسان ہے۔ اس کے اندر کی قابلیتیں کمال کو پہنچ گئی ہیں۔ تو اس کے متعلق قضاء قا[illegible] جاری ہوتی ہے۔ کہ اب اس کو دنیا میں رکھنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جا[illegible] ہے۔ کہ کون لوگ ہیں۔ جن کا دنیا میں زیادہ دیر رکھنا لوگوں کے لئے مضر ہے۔ [illegible] کون لوگ ہیں۔ جن کا زیادہ عرصہ رہنا دنیا کے لئے زیادہ مفید ہے۔ اس لئے وہ [illegible] قضاء جاری کرتا ہے۔ جو ٹل نہیں سکتی ؞

سورۃ تغابن رکوع اوّل

(۸ر نومبر ۱۹۲۷ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میں اللہ کے نام سے شروع [illegible] ہوں۔ جو بے انتہا کرم کرنے [illegible] اور بار بار رحم کرنے والا ہے ؞

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝

ہر چیز جو آسمان و زمین میں [illegible] وہ خدا کی تسبیح کر رہی [illegible] اسی کی حکومت اور اسی [illegible] لئے حمد ہے۔ اور وہ ہر [illegible] پر قادر ہے ؞

منافق اپنے ذہن میں [illegible] کرتا ہے۔ کہ وہ دھوکہ اور فریب کے ذریعہ دوسروں پر غالب آجائے گا۔ [illegible] اس کی فریب اور اخفا کی عادت دوسروں کو غافل کر دیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ [illegible] ہے۔ اس کا یہ خیال صحیح نہیں۔ کہ وہ غالب آسکتا ہے۔ دنیوی معاملات میں [illegible] اس کا دھوکہ اور منصوبہ چل جائے۔ تو چل جائے۔ لیکن دینی امور میں دھوکہ [illegible] چل سکتا گو ایک دفعہ پہلے پہل عارضی فائدہ ہو جائے۔ مگر انجام کار دینی امور میں دھوکہ [illegible] ذلیل ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے بندے ہی غالب آتے اور کامیاب ہو[illegible] وہ سرے لوگ خواہ کتنے ہی چالاک اور چالباز ہوں۔ خدا تعالےٰ کے بندوں [illegible] کامیاب نہیں ہو سکتے۔ درمیانی خوشی اور کامیابی حقیقی خوشی اور کامیابی نہیں کیونکہ وہ عارضی ہوتی ہے۔ اور انجام میں انہیں ناکامی اور ذلت پہنچتی ہے اس سورۃ کو بھی سورۃ منافقون کے بعد اس لئے رکھا ہے کہ اس میں

انجام بتایا ہے۔ یعنی ان کا انجام ناکامی اور نقصان ہوتا ہے ؛

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ ہر ذرہ ذرہ زمین و آسمان کا بتا رہا ہے۔ کہ خدا ہر ایک نقص اور عیب سے پاک ہے۔ اور وہ قادر ہے۔ ہر ذرہ اپنی بناوٹ سے یہی ظاہر کر رہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ہر ذرہ پر دشاہت ہے۔ اور اسی کے لئے حمد ہے۔ ہر خوبی اسی کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ ہر ذرہ اپنی بناوٹ سے خدا کی قدرت اور حمد ثابت کر رہا ہے ؛

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اس میں خدا کے ملک اور اسی کے لئے حمد ہونے کی دلیل بتائی ہے۔ کہ ہر چیز میں اس کی قدرت ظاہر ہو رہی ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے کہ ہر چیز پر اس کی حکومت ہے۔ اور ہر ایک حمد اسی کے لئے ہے ؛

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ

وہی خدا ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ پھر بعض تم میں سے اس کے احسان کا انکار کرتے ہیں۔ اور بعض اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ تم سب کو اس کا احسان تسلیم کرنا چاہیئے۔ مگر پھر تم میں سے بعض اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ اور ان کے مطابق نتائج پیدا کرتا ہے۔ ان نتائج کا پیدا کرنا بتاتا ہے کہ وہی ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے ؛

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ ۚ وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ

اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ اور تمہاری صورتیں تجویز کیں۔ اور ایسی تجویز کیں جو تمہارے کام کے لحاظ سے نہایت عمدہ ہیں۔ اور اسی کی طرف تم واپس لوٹ کر جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی پیدائش میں ایسا قانون رکھا ہے۔ جو کبھی بدلتا نہیں۔ حق ان چیزوں کے لئے بولتے ہیں۔ جو غیر متبدل قانون ہوتی ہیں تو فرمایا : خلق السمٰوٰت والارض بالحق کہ آسمان اور زمین کو غیر متبدل قانون کے ساتھ پیدا کیا۔ یعنی آسمان اور زمین اس کے اٹل قانون کے ماتحت چل رہے ہیں۔ جس کو کبھی بدلنے کی ضرورت نہیں پیش آتی۔ بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے۔ وہ اپنے مشاہدہ کو قانون قدرت قرار دے دیتے ہیں۔ اور اس کے خلاف کوئی بات دیکھتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں۔ قانون قدرت کے خلاف ہو گیا۔ حالانکہ قانون نیچر کبھی نہیں بدلتا۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ ہمارے علم اور مشاہدہ میں وہ قانون قدرت نہ آیا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ میں فرمایا ہے۔ کہ تم کو قانون نیچر کا کہاں سے پتہ لگ گیا قانون نیچر کی ہم کہاں حد بست کر سکتے ہیں۔ ایک قانون نیچر ایسا ہوتا ہے۔ جو کئی صدیوں کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔ ایک ایسا ہوتا ہے۔ جو ہزاروں سال بعد ظہور میں آتا ہے اور بعض قانون قدرت کا اظہار لاکھوں سال بعد ہوتا ہے ؛

فاحسن صورکم۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خوبصورت بنایا۔ بلکہ یہ مطلب ہے تمہاری صورتیں تمہارے کام کے مطابق بنائی ہیں۔ ایسی قوتیں تم کو دی گئی ہیں۔ جو اپنے محل پر صحیح کام دیتی ہیں ؛

جب تم اپنے اندر ایسی قابلیتیں دیکھتے ہو۔ جن کے ذریعہ تم زمین و آسمان پر حکومت کرتے ہو۔ تو کیا اس سے اندازہ نہیں لگا سکتے کہ تمہاری پیدائش فضول نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہر چیز پر حکومت ہے۔ اس کے مقررہ قانون اور نظام کے ماتحت تمام

کارخانہ زمین و آسمان کا چل رہا ہے۔ محض اتفاق کے ساتھ یہ کارخانہ نہیں چل رہا۔

یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

وہ زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے۔ جو تم مخفی رکھتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔ اسے بھی جانتا ہے۔ اور وہ تمہارے مخفی در مخفی خیالات کا بھی علم رکھتا ہے ؛

یعنی جب تم کو اس نے پیدا کیا ہے۔ تو وہ تمہارے ان خیالات کو بھی جانتا ہے۔ جو تمہارے نزدیک پوشیدہ در پوشیدہ ہیں ؛

اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○

پہلے اپنے علیم اور قادر ہونے کی عقلی دلیل دی تھی۔ اب نقلی دلیل بیان فرماتا ہے۔ فرماتا ہے۔ کیا تمہیں ان پہلی قوموں کی خبر نہیں۔ جنہوں نے سچائیوں کا انکار کیا تھا انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھ لیا۔ اور ان کو دردناک عذاب پہنچا۔ واقعہ میں جن قوموں نے اپنی زندگیوں کو لغو سمجھا۔ اور لغو رکھا۔ اور سچائیوں کا انکار کیا۔ وہ تباہ اور برباد ہو گئیں ؛

ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ کَانَتْ تَّاْتِیْھِمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّھْدُوْنَنَا ؗ فَکَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَی اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ

وہ لوگ اس وجہ سے برباد ہوئے کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی کھلی سچائیاں لیکر آئے (باوجود اس کے) انہوں نے کہا کیا کوئی انسان ہماری رہنمائی کر سکتا ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے ان کا انکار کر دیا۔ اور اعراض کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ اور اللہ بندوں کی حمد کا محتاج نہیں۔ وہ اپنی ذات میں بڑی حمد والا ہے

یعنی اس کو تمہاری حمد کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی ذات میں بڑی حمد والا ہے وہ تمہاری ترقی اور بہتری کے لئے سچائیاں بھیجتا ہے ؛

زَعَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ

کفار خیال کرتے ہیں کہ وہ ہرگز دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بس یہی زندگی ہے۔ تو کہدے۔ ہاں میرا رب اس بات کا شاہد ہے۔ کہ تم یقیناً دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔ اور تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دی جائیگی۔ یہ بات اللہ تعالیٰ پر مشکل نہیں تمہارا دوبارہ زندہ کرنا۔ اور تمہارے اعمال کے مطابق نتائج مرتب کرنا خدا تعالیٰ کے لئے بڑا آسان ہے ؛

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالنُّوْرِ پس خدا اور اس کے رسول پر تم

الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ

ایمان لے آؤ۔ اور اس نور پر ایمان لاؤ۔ جو ہم نے اتارا اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے ⁂

• نور سے مراد قرآن کریم ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اس وقت تک تم کو کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ تم خدا اور اس کے رسول پر اور قرآن کریم کی تعلیم پر ایمان نہ لاؤ ⁂

یَوْمَ یَجْمَعُکُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِکَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ط وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ وَیُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ہ

جس وقت تم کو یوم الجمع میں اللہ اکٹھا کریگا۔ تو تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ اصل مقابلہ کا دن وہی ہوگا۔ اگر درمیان میں تم دہوکا دے لیتے ہو۔ مسلمانوں کو تکالیف پہنچا کر خوش ہو لیتے ہو۔ اور دنیا کا فائدہ حاصل کر لیتے ہو۔ تو کیا ہے؟ ایسا وقت آنے والا ہے۔ جس میں تمہیں پتہ لگ جائے گا۔ کہ حقیقی نقصان اور تکلیف میں کون ہے ⁂

ہر نبی کے مخالفوں اور دشمنوں کے لئے اس دُنیا میں بھی یوم التغابن آتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کفار کے لئے یوم التغابن فتح مکہ کا دن تھا ⁂

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ

اور جو لوگ کہ دشمنانِ صداقت ہیں۔ اور ہماری آیات کو جھوٹا کہتے ہیں۔ وہ آگ میں رہنے والے ہیں۔ اسی میں رہیں گے۔ اور کتنی بری جگہ ہے ان کے لئے۔

سُورۃ تغابن رکوع دوم

۹ر نومبر ۱۹۲۷ء

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَہْدِ قَلْبَہٗ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ہ

کسی قسم کی مصیبت اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نہیں پہنچتی اور جو شخص خدا پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کے دل کو وہ ہدایت بخشتا ہے اور اللہ تعالےٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے ⁂

فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی حالت اور کوئی مصیبت نہیں آتی۔ اور نہ کوئی تغیر ہوتا ہے۔

یہ ایسی صداقت ہے۔ جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے بڑے خطرناک نقصان دنیا کو پہنچے ہیں۔ بعض نے اس کے یہ معنے سمجھ لئے ہیں۔ کہ جو کام بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی قضا سے ہوتا ہے۔ بُرے اور اچھے اعمال سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قضا کے طور پر ہوتے ہیں۔ اور جو تغیرات ہوتے ہیں۔ مثلاً ناکامی یا کامیابی۔ رزق کی کشائش یا تنگی یا اور مصائب۔ یہ سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ ان میں بندہ کا کوئی دخل نہیں۔ اور نہ ان کے لئے محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ مگر ایسے لوگوں کی فطرت اس کے خلاف کہتی ہے۔ وہ اس وقت ہی اس خیال اور عقیدہ کے تابع ہوتے ہیں۔ جب کام نہیں کرنا چاہتے۔ ورنہ اس عقیدہ کے ماننے والے پورے طور پر مادیات پر عمل کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ واقعہ میں انہیں یقین نہیں ہوتا۔ کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے یا ہوگا۔ وہ خدا مجبور کر کے کراتا ہے۔ چنانچہ مجھے اپنا ایک واقعہ یاد ہے۔ ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آرہا تھا کہ اتفاقاً ریل گاڑی میں ایک ہی جگہ مجھے اور جماعت علی شاہ صاحب کو بیٹھنا پڑا۔ جب گاڑی چلی۔ تو انہوں نے پوچھا۔ آپ کہاں جائیں گے۔ مَیں نے کہا۔ بٹالہ جا رہا ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا۔ خاص بٹالہ جائیں گے یا کسی گاؤں میں۔ مَیں نے کہا۔ گاؤں میں جاؤں گا۔ پھر پوچھا۔ کونسے گاؤں میں۔ میں نے کہا قادیان۔ کہنے لگے۔ کیا آپ قادیان کے رہنے والے ہیں۔ میں نے کہا ہاں قادیان کا رہنے والا ہوں۔ کہنے لگے۔ آپ کا مرزا صاحب کے ساتھ کوئی رشتہ بھی ہے۔ مَیں نے کہا۔ ہاں رشتہ ہے۔ پھر پوچھا کیا رشتہ ہے۔ مَیں نے کہا۔ میں ان کا بیٹا ہوں۔ اس پر پیر صاحب نے بڑے تپاک کا اظہار کیا اور کہا۔ کہ میں تو بڑی مدت سے آپ کی ملاقات کا شائق تھا۔ بہت خوشی ہوئی۔ کہ آپ کی ملاقات ہو گئی۔ ان دنوں ان کا ایک احمدی سے مقدمہ تھا۔ وہ چاہتے تھے۔ کسی احمدی سے ملاقات ہو۔ تو اس کے ذریعہ مقدمہ میں سفارش کرائیں۔ خیر اس کے بعد اُنہوں نے میوہ کشمش وغیرہ منگوایا۔ اور مجھے بھی کھانے کے لئے کہا۔ مجھے نزلہ تھا۔ مَیں نے عذر کیا۔ کہنے لگے۔ یہ تو یونہی باتیں ہیں۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ تو ہو ہی جاتا ہے قضا نے جو کچھ کرنا ہے۔ وہ کر ہی لیتی ہے۔ مَیں نے کہا پیر صاحب! اگر یہ بات ہے تو بڑی غلطی ہوئی۔ یہی بات اگر آپ لاہور چلتے وقت بتلاتے۔ تو ہمیں نہ ٹکٹ لینے اور نہ گاڑی پر سوار ہونے کی ضرورت ہوتی۔ ہم نے پہنچ تو جانا ہی تھا۔ خواہ مخواہ اتنی تکلیف اُٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ کہنے لگے۔ یہ تو ہوئی نہ تدبیر۔ تدبیر بھی تو کرنی چاہیئے۔ مَیں نے کہا۔ میرا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ تدبیر بھی کرنی پڑتی ہے۔ اب دیکھو ریل میں بیٹھے ہیں۔ ٹکٹ خریدا ہے۔ اور جس کام کے لئے جانا ہے۔ جا رہے ہیں گویا اپنے کاموں میں تو قضا یاد نہیں۔ مگر دوسرے کو نصیحت کرتے وقت قضا یاد آجاتی ہے ⁂

ہاں ایک قضا خاص بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کے لئے جاری ہوتی ہے۔ مثلاً ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شدید کھانسی تھی۔ ان دنوں میں دواخانہ کا انچارج تھا۔ روزانہ دوا پلاتا تھا۔ مگر آرام نہ ہوتا تھا ایک دن کوئی دوست کچھ پھل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لائے اس میں کیلا اور سنگترہ بھی تھا۔ اب کیلا ایسا پھل ہے۔ کہ بعض دفعہ تندرست آدمی

کو بھی اس کے کھانے سے نزلہ ہو جاتا ہے۔ حضرت صاحب پوچھنے لگے۔ کیوں محمود۔ کیلہ کھا لوں۔ جب کھانے لگے۔ تو میں نے کہا۔ آپ کو اس قدر کھانسی ہے اور کیلہ کھاتے ہیں۔ حضرت صاحب مسکرا کر تھوڑی دیر چپ ہو رہے۔ پھر فرمایا۔ محمود تمہیں نہیں معلوم مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ملی ہے۔ کہ اب مجھے آرام ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی دن باوجود کیلہ کھانے کے حضرت صاحب کو آرام ہو گیا ۔

پس جب اللہ کی قضاء خاص جاری ہوتی ہے۔ تو ساری تدابیر کو مٹا دیتی ہے۔ اصل میں اللہ تعالیٰ کا ایک وہ قانون ہے۔ جو مشروط ہے۔ مثلاً یہ کہ روٹی آگ کے ذریعہ پکیگی۔ روٹی کھاؤ تو پیٹ بھرے گا۔ اب یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قضاء ہے کہ جو روٹی کھاتا ہے۔ اس کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ جو پانی پیتا ہے۔ اس کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ یہ قضا شرطی قضا ہے۔ ایک قضا اس کی طرف سے یوں ہوا کرتی ہے۔ کہ مثلاً وہ کہتا ہے میں نے حکم دیدیا ہے۔ یوں ہو گا۔ یہ قضا بہر حال جاری ہو کر رہتی ہے۔ خواہ ساری دنیا زور لگائے۔ مثلاً تمام انبیاء کے متعلق اس کی یہ قضا ہے کہ دنیا ان کو تباہ نہیں کر سکتی۔ اب یہ ایسی قضا ہے۔ جو کبھی نہیں ٹلتی۔ جب کبھی دنیا انہیں تباہ کرنا چاہتی ہے اللہ تعالیٰ ایسے سامان کر دیتا ہے۔ کہ وہ تباہ نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کے دشمن ہی تباہ ہوتے ہیں ۔

یہاں فرمایا۔ کوئی مصیبت نہیں آتی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ مگر دوسری جگہ آتا ہے:۔ ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم۔ کوئی مصیبت نہیں پہنچتی ہے۔ وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اب بظاہر یہ دونوں آیات متضاد نظر آتی ہیں۔ لیکن اصل میں متضاد نہیں۔ اس لئے کہ جہاں یہ فرماتا ہے کہ یہ مصیبت تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے وہاں یہ مطلب ہے کہ تم جو ارادہ کرتے ہو۔ اس کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو تمہیں پہنچتا ہے اور جہاں یہ فرماتا ہے۔ کہ ہر مصیبت خدا کے حکم سے پہنچتی ہے۔ وہاں یہ مطلب ہے کہ نتائج اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا ہے۔ نتیجہ خدا کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے۔ باقی ارادہ انسان کے اختیار میں رکھا ہے۔ آگے اس ارادہ کے ماتحت نتیجہ پر بندہ کا اختیار نہیں۔ وہ خدا کے ہی حکم کے ماتحت ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً بندہ ارادہ کرتا ہے۔ کہ میرا قدم چوری کے لئے اٹھے۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے قانون قدرت کے ماتحت اٹھیگا۔ اسی طرح جب کوئی کسی شخص کو مارنے کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قانون قدرت کے طور پر حکم ہوتا ہے۔ کہ ہاتھ اٹھے۔ پھر جب نیچے جھکاتا ہے۔ تو خدا کا یہ حکم ہوتا ہے کہ ہاں جھک جائے۔ اور اگر اس کا ارادہ روک لینے کا ہو۔ تو خدا کا حکم ہوتا ہے۔ کہ رک جائے۔ پس چونکہ ارادہ بندے کا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی ذمہ واری اسی پر پڑتی ہے ۔

ومن یومن باللہ یھد قلبہ۔ جس شخص کا خدا پر ایمان ہوتا ہے۔ اور نیک ارادے رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے مطابق اس کے دل پر نیک تصرف کرتا ہے ۔

قرآن کریم کا قاعدہ ہے۔ کہ نیک باتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے اور بری بات کو چھوڑ دیتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی نیک ارادوں کا ذکر کر دیا۔ اور بد ارادوں کا ذکر چھوڑ دیا ۔

واللہ بکل شیء علیم :۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ وہ باریک در باریک خیالات کو جانتا ہے ۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ج	اور اللہ کی اطاعت
فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝	کرو۔ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر تم اعراض کرو۔ تو ہمارے رسول کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے ۔

اس میں تشریح کر دی کہ ہمیں جبر کی ضرورت نہیں۔ اگر جبر کرنا ہوتا تو یہ کیوں فرماتا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پھر فان تولّوا سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ بندے کو اختیار ہے۔ اسے ارادہ میں کلی اختیار حاصل ہے ۔

اب اس بات کی دلیل بیان فرماتا ہے۔ کہ نتیجہ پر بندے کو بالکل اختیار نہیں چنانچہ فرمایا:۔

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝	اللہ ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی متصرف نہیں۔ پس اللہ پر ہی مومنوں کو اپنے اعمال کے نتائج میں بھروسہ کرنا چاہیئے ۔

ہر حرکت اللہ کے اذن کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور مومن کے ہر فعل پر اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے۔ اس لئے مومن کا یہ کام ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی نیت اور ارادہ کی درستی کرتا چلا جاتا ہے اور اعمال کے نتائج خدا پر چھوڑ دیتا ہے ۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝	اے مومنو! یقیناً تمہاری بیویوں میں سے اور اولادیں تمہاری دشمن ہوتی ہیں۔ اس لئے ان سے احتیاط کرو۔ اور اگر تم لوگوں سے عفو اور در گذر کرو۔ تو یقیناً اللہ تعالےٰ گناہ معاف کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے ۔

کئی لوگوں کی بیویاں بچے دین کے لحاظ سے دشمن ہوتے ہیں۔ وہ دین سے پھیر دیتے ہیں۔ اور گمراہی کا موجب بن جاتے ہیں۔ اس لئے فرمایا:۔ فاحذروھم۔ تم ان سے احتیاط کیا کرو۔ کبھی اپنے بیوی بچوں کی بے جا پاسداری نہ کرو۔ بہت سی تباہیاں ان کے باعث آتی ہیں۔ بہت لوگ بیوی بچوں کی وجہ سے ٹھوکریں کھا جاتے ہیں۔ ان پر بیوی بچوں کی بات کا اس قدر گہرا اثر ہوتا ہے۔ کہ پھر دوسرے کی سچی بات بھی نہیں سنتے۔ حالانکہ جس طرح وہ دوسروں کی بات پر جرح کرتے ہیں اسی طرح اپنے عزیزوں کی بات پر انہیں جرح کرنی چاہیئے ۔

پھر فرماتا ہے:۔ فاعفوا واصفحوا۔ فرض بھی کر لو۔ کہ کوئی جوش دلانے والی بات ہوئی ہے پھر بھی در گذر کرو۔ جذبات پر قابو رکھو۔ اور اپنے جوش کو دباؤ ۔